

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ الْكَرِيمِ

شمس الاسلام

ریختنای
بکبیره

دس ساله
ماهواری

۱۹۳۰ مارچ

ملیر

نور احمد اختر

بابت تمامہ رقم ۱۵ روپے ۱۰ پیرسٹریٹ نمبر ۱۰ لاہور - ۱۹۳۰

بیادگار

علی حضرت جامع الشریعت والطرقت فخر العلماء قدوة السالکین زبدۃ العارفین
امام العاشقین مولانا کمال احیاء محمد ذاکر گوپی نور اللہ مرتدہ

مغراض مقاصد

- ۱۔ اندرونی و بیرونی عملوں سے اسلام کا تحفظ۔ تبلیغ و اشاعت اسلام
- ۲۔ اصلاح رسوم
- ۳۔ احیاء و اشاعت علوم و دینیہ

قواعد ضوابط

- ۱۔ رسالہ کی عام قیمت دورویہ آٹھ آنہ سالانہ مقرر ہے۔ مگر جو صاحب یا مخیر میر یا اس زلیہ دفتر بعض اعانت ارسال فرمائیں گے۔ وہ معاون خاص تصور ہونگے۔ ایسے حضرات کے اسماء گرامی شکرہ کے ساتھ درج رسالہ بنوا کر دیں گے۔
- ۲۔ غریب اور مفلس اشخاص اور طلباء کیلئے رعایتی قیمت دورویہ سالانہ مقرر ہے۔
- ۳۔ ممبران حزب الانصار اور حزب الانصار کے معاونین کی خدمت میں رسالہ بلا معاوضہ بھیجا جائیگا۔ چندہ ممبری کم از کم ہم ماہوار مقرر ہے۔
- ۴۔ جو صاحب کم از کم ۵ فریاد دینگے وہ معاونین میں شمار ہونگے اور ان کی خدمت میں انکی خواہش پر ایک سال کیلئے رسالہ مفت جاری کیا جائیگا۔
- ۵۔ بذریعہ وی پی ارسال کرتے پر ہم زیادہ خرچ ہوتے ہیں۔ نیز بعض اصحاب وی پی واپس کرتے ہیں۔ ایسے دفتر کا نقصان ہوتا ہے۔ لہذا جملہ خریداران زر چندہ بذریعہ وی پی آرڈر ارسال فرمایا کریں۔
- ۶۔ نمونہ کار پرچہ ہر کے ٹکٹ آنے پر ملے گا۔ مفت نہیں بھیجا جاتا۔
- ۷۔ رسالہ ہر انگریزی ماہ کی ۲۰ تاریخ کو بحیرہ سے ڈاک میں ڈالا جاتا ہے۔ چونکہ رسائل کے چونکی مشکل کثرت ہے اسلئے ہر صاحب کے لئے وہ یکم سے پہلے اطلاع دیں۔ ورنہ دفتر ذمہ دار نہ ہوگا۔
- ۸۔ جملہ خط و کتابت و ترسیل نہ بنام پیچھے رسالہ سٹیشن الاسلام مجبور و بنجاب ہونی چاہئے۔

شمس المرام

بسم اللہ الرحمن الرحیم
ماہوری دس سالہ

جلد ۱	بابت ماہ مارچ ۱۹۳۰ء و مطابق ماہ شوال المحرم ۱۳۴۹ھ	نمبر ۳
نمبر	فہرست	مضامین
۱	باب التفسیر	مدیر
۲	باب الحدیث	"
۳	باب الفقہ - تقسیم ترکہ	ماخوذ
۴	سلک جو امر مسلمہ سماع	"
۵	قطعات تاریخ اجزاء رسالہ	مولانا مولوی سلام اللہ صاحب ساکن عمر حیدر د
۶	غروب محل قصیدہ بر وفات حضرت ضیاء الملک	مولوی عبد المجید صاحب بھیروی
۷	میزرائی مشن کا نصب العین	سید عاشق حسین صاحب سیاب وارثی اگرہ
۸	فضائل امیر معاویہ	مدیر
۹	سود جوڑی	"
۱۰	ڈاڑھی کی شرعی حیثیت	از پندت ٹھاکر دت ایدنیٹک سائنس فیسری آریہ سماج
۱۱	نعت رسول	حکیم مولانا عبد الرسول صاحب بکھروی
۱۲	آریہ دھرم کی تعلیم	ملک محمد فیروز الدین صاحب بھٹی بھیرہ
۱۳	تشکر و امتنان	غازی عبد الرحیم صاحب چتر دہی جے پوری
۱۴	اسلام اور تصوف	ناظم خب الانصار بھیرہ
		محمد حیات دم - ف جانی ضلع شاہ پور

ین
یا اس
ایسے
معاویہ
انہی
بریتے
رسال
لی کے

التفسیر

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ دِحَالِكُمْ وَلَكِنَّ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ
(پارہ ۲۲ - سورۃ احزاب)

ترجمہ (محمد تمہارے مودوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں۔ اور سب نبیوں کے ختم پر ہیں۔)

شان نزول

قبل اسلام زمانہ جاہلیت میں منہ بولے بیٹوں کو صلیبی بیٹوں کے برابر سمجھا جاتا تھا۔ اہم جمیع امروقتی کہ میراث تک میں ان سے حقیقی بیٹوں جیسا سلوک ہوتا تھا۔ اسلام نے اس رسم بد کو مٹا دیا۔ اور خداوند کریم کا حکم نازل ہوا۔ وَمَا جَعَلَ اَعْيَابَكُمْ اِمْنَاءَكُمْ ط۔ وَاللّٰمِ قَوْلَكُمْ يَا قَوْمِ اِهْكُم ط۔ وَاللّٰهُ يَقُولُ الْحَقُّ وَهُوَ يُعْطِي السَّبِيلَ اَرْغَوْهُمْ لِمَا بَاءَهُمْ ط۔ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ط (پارہ ۲۱ - سورۃ احزاب رکوع ۱۴)

(ترجمہ۔ اور تمہارے منہ بولے بیٹوں کو تمہارا بیٹا نہیں بنا دیا۔ یہ صرف تمہارے منہ کے کہنے کی

بات ہے۔ اور اللہ حق بات فرماتا ہے۔ اور وہی سیدھا راستہ بتلاتا ہے۔ تم ان کو ان کے باپوں کی

طرف منسوب کیا کرو۔ یہ اللہ کے نزدیک سستی کی بات ہے) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے

زید بن حارثہ کو اپنا منبئی قرار دیا تھا۔ اسی وجہ سے لوگ انہیں زید بن محمد کہتے تھے۔ مگر اس

آیت کے نازل ہونیکے بعد زید بن حارثہ کہلائے۔ چونکہ رسوم بد کے رواج کے بعد ان کا دُور کرنا

امصرعب ہے۔ اور پیشہ دستی کرنے والے کو طعن و ملامت کا نشانہ بننا پڑتا ہے۔ اسلئے خداوند کریم

نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو زید بن حارثہ کی مطلقہ بیوی زینب بنت جحش سے نکاح کر کے باہم

دیا تاکہ یہ باطل رسم و نیاب سے مٹ جائے۔ اسی لئے ارشاد ہوا۔ فَلَمَّا قَضَىٰ زَيْدٌ

مِنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاهَا لَكَ لِي لَا يَكُونَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِيْ اَزْوَاجِ اَرْعَابِهِمْ

اَزْاَقَضُوْا مِثْلَهُنَّ وَطَرًا۔ (سورۃ احزاب) مطلب۔ پھر جب زید اُس سے بے تعلقی کر

چکا۔ تو ہم نے اُس سے آپ کا نکاح کر دیا۔ تاکہ مسلمانوں کے منہ بولے بیٹے

جب اپنی بیبیوں سے بے تعلق ہو جائیں۔ تو مسلمانوں کیلئے ان عورتوں سے نکاح کرنے میں تنگی نہ ہے۔ اس کے بعد جب منافقوں نے طعنہ زنی شروع کی۔ کہ دیکھو خود ہی کہتے ہیں کہ بیبیوں کی بیوی سے نکاح حرام ہے۔ اور خود نکاح کرتے ہیں۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ **تشریح**۔ ارشاد ہوا۔ کہ محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔ کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے چھوٹی عمر میں ہی فوت ہو گئے تھے۔ اور چونکہ باپ نہونیکی وجہ سے شفقت نہ ہونیکا گمان ہو سکتا تھا۔ اور شفقت نبوت کا خاصہ ہے۔ اسلئے ارشاد ہوا لیکن اللہ کے رسول میں یعنی امت کے روحانی باپ ہیں۔ اور ایسے باپ ہیں جو سب نبیوں کے ختم تیر ہیں۔ یعنی آخری نبی ہیں۔ اور آپ کی روحانی ابوت کا سلسلہ قیامت تک رہیگا۔ اور آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا۔ اس لئے آپ کی روحانی اولاد تمام انبیاء سے بڑھکر ہوگی۔

چونکہ اولاد کا نہ ہونا ایک عیب ہے اور منافقین و کفار اس کا طعنہ دیا کرتے تھے۔ اسی لئے وَلٰكِنْ رَّسُولَ اللَّهِ كَيْسًا وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ فرما کر مٹا نہ ہونیکا علت ختم نبوت قرار دیا۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا۔

لوعاشی ابواہیم دکان صدیقاً نبیاً (رواہ ابن ماجہ) یعنی اگر (حضور کا صاحبزادہ) ابراہیم زندہ رہتا۔ تو نبی ہوتا۔ گویا ابراہیمؑ کا زندہ نہ رہنا بوجہ ختم نبوت ضروری تھا۔

رأس المفسرین حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول اس بارہ میں قطعی فیصلہ کر دیتا ہے۔ قال ابن عباس یروى لولم اختتم به النبیین فجعلت له ابناً لیکون بعدہ نبیاً وعنه قال ان الله لما حکم ان لا نبی بعدہ لم یعطه ولداً ذکر البصیر رجلاً وكان الله بكل شئی علیماً اى دخل فی علمه انه لا نبی بعدہ وان قلت

قد صح ان عیسیٰ علیہ السلام ینزل فی آخر الزمان بعدہ وهو نبی قلت ان عیسیٰ علیہ السلام من نبی من قبلہ وحسین ینزل فی آخر الزمان ینزل علیاً بشریعۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ومصلیاً الی قبلتہ کا نہ بعض اصنام۔ (تفسیر

حازن ص ۷۶ جلد دوم) یعنی ابن عباس نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نبیوں کا سلسلہ ختم نہ کیا ہوتا۔ تو میں اُس کے بیٹے پیدا کرتا۔ جو اُس کے بعد نبی ہوتے۔ نیز ابن عباسؓ نے فرمایا کہ جب خداوند کیم نے اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے بعد نبی نہ بھیجے کا فیصلہ فرمایا۔ تو حضور کو کوئی بیٹا ایسا عطاء نہ ہوا جو بوجہ نعت کو پہنچے۔ اسی لئے خاتم النبیین کے بعد قرآن میں فرمایا۔ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا۔ یعنی اللہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔ اس کے بعد حضرت ابن عباسؓ ایک شبہ کا جواب دیتے ہیں۔ کہ اگر کوئی کہے کہ آنحضرت کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام بحیثیت نبی آئیں گے تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہلے ہی نبی ہیں (اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تو کسی کو نبوت نہ ملے گی) اور جب نازل ہونگے تو شریعت محمدیہ پر عمل کرینگے۔ اور دیگر افراد امت کی طرح بیت اللہ کی طرف مکہ کے نماز پڑھینگے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تفسیر سے صاف طور پر واضح ہوا۔ کہ نبوت ہر قسم کی ختم ہو چکی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد عمدہ نبوت کسی کو عطا نہیں ہو سکتا۔ ظلی۔ بروزی۔ مجازی۔ غرض حقیقی وغیرہ کسی قسم کی نبوت جاری نہیں۔ ورنہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ ضرور زندہ ہوتے۔ نیز مذکور بالا حوالہ سے یہ بھی ثابت ہے کہ حضرت ابن عباس حیات مسیح کے قائل تھے۔

خاتم النبیین کے لفظ کی تحقیق۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ازالہ اوہام القطعہ نمبر ۲۱ پر خاتم النبیین کے معنی ختم کرنے والا نبیوں کا بیان کرتے ہیں۔ اور کتاب حمانۃ البشری ص ۶۷ میں اسی آیت کے نیچے لکھتے ہیں۔ کہ ”کیا تو نہیں جانتا کہ اس محسن بے ہمتاے بنی کا نام خاتم النبیا رکھا ہے۔ اور کسی مستثنیٰ نہیں کیا۔ اور آنحضرت نے طالبوں کیلئے بیان واضح سے اس کی تفسیر یہ کی ہے۔ لَا بَنِي بَعْدِي کہ میرے بعد کوئی بنی نہیں۔“

لغت عرب و محاورہ عرب کی رو سے خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین ہیں۔ یعنی تمام انبیاء اور ہر قسم کے نبیوں کے بعد آنے والا۔ پھر ان کے بعد کوئی نبی کسی قسم کا آئندہ نہیں۔ لسان العرب جو عربی لغت کی مستند کتاب ہے۔ اس میں لکھا ہے۔ خَتَامُ الْقَوْمِ وَخَاتَمُهُمْ وَخَاتَمَتُهُمْ آخِرُهُمْ۔ یعنی لفظ ختام اور خاتم۔ اور خاتم کو مثلاً جب لفظ قوم کی طرف مضاف کرے ہیں۔ اور خاتم القوم کہتے ہیں۔ تو اس کے معنی آخر قوم کے ہوتے ہیں۔ قلموں اور اس کی شے تاج العروس میں ہے۔ وَخَاتَمُ مَنْ كَلَّمَ شَيْئًا عَاقِبَتُهُ وَآخِرَتُهُ وَخَاتَمُ الْخَلْقِ الْقَوْمُ كَالْخَاتَمِ وَمِنْهُ قَوْلُهُ تَعَالَى وَخَاتَمُ الْبَشَرِ۔ یعنی اسی طرح خاتم اور خاتم آخر قوم کو کہتے ہیں۔ اور قرآن مجید

میں خاتم النبیین ہے۔ اس کے معنی آخر النبیین کے ہیں۔

غرض مذکورہ بالا آیت سے قطعی طور پر ثابت ہے کہ شریعت محمدی کی رو سے جسے نبی کہا جائے اور قرآن و حدیث میں جس کو رسول و نبی کہا گیا ہے۔ ان سب کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم ہیں۔ یعنی سب کے آخر میں تشریف لائے ہیں۔ اور اب کسی کو عہدہ نبوت عطا نہ ہوگا۔ اور اب جو کوئی نبوت کا دعویٰ کرے۔ وہ بموجب آیت قرآنی و حدیث نبوی کے جھوٹا ہے اسی مضمون کی احادیث باب الحدیث میں آگے درج کی گئی ہیں۔ جس سے خاتم النبیین کے معنی خود صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے آخر النبیین ثابت ہوتے ہیں ۴

باب الحدیث

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مَسِيكُونَ فِي أُمَّتِي كَذَابُونَ فَلَا تَوْنُ كَلِمَتُهُمْ يَزْعُمُونَ أَنَّهُ نَبِيُّ اللَّهِ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي۔ ترجمہ۔ میری امت میں تیس جھوٹے ہونگے۔ ہر ایک اپنے آپ کو اللہ کا نبی سمجھیکے گا۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں ہے۔

اس مضمون کو امام بخاری اور مسلم اور ترمذی وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ اس حدیث میں تامل کرنے سے کئی باتیں ثابت ہوتی ہیں۔

اول۔ یہ کہ حضور الہی صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشینگوئی فرمائی۔ کہ میرے بعد میری امت میں جھوٹے مدعیان نبوت پیدا ہونگے۔

دوم۔ یہ کہ ان کے جھوٹے ہونے کی یہ علامت بیان فرمائی۔ کہ امت محمدی میں ہونیکا دعویٰ کرینگے۔ اور اپنے آپ کو امتی کہہ کر نبوت کے مدعی ہونگے۔ یعنی اپنے آپ کو امتی بنی کہینگے۔

سوم۔ ان کے جھوٹے ہونے کی یہ دلیل بیان فرمائی۔ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ یعنی وہ جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرینگے۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ میرا خاتم النبیین ہونا ان کے جھوٹے ہونے کی دلیل ہے۔ اس سے خاص طور سے

اس مدعی کا جھوٹا ہونا ثابت ہوا۔ جو اپنے آپ کو آشتی کہہ کر نبوت کا دعویٰ کرے۔
 چہام۔ نہایت صراحت سے ثابت ہوا۔ کہ لفظ خاتم النبیین کے معنی آخر انبیین کے ہیں
 یعنی نہیں ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء کی مہر ہیں۔ یا زینت ہیں۔
 اس کی دو وجہیں ہیں۔ ایک یہ کہ یہ جملہ ان مدعیوں کے جھوٹے ہونے کی دلیل ہیں
 بیان ہوا ہے۔ اگر مہر اور زینت کے معنی لئے جائیں۔ تو ان مدعیوں کے جھوٹے ہونے
 کی یہ دلیل نہیں ہو سکتا۔ بلکہ یہ جملہ فضول اور بیکار جائیگا۔ اہل علم اس کو خوب سمجھتے ہیں۔
 دوسرے۔ یہ کہ خاتم النبیین کے بعد جملہ لاینبی بعدی کا اضافہ کیا گیا۔ جس سے
 نہایت واضح ہو گیا کہ انا خاتم النبیین کے یہی معنی ہیں۔ کہ میں آخر انبیین ہوں میرے
 بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔

پانچم۔ اس حدیث کے الفاظ اور معانی پر نظر کرنے کے بعد جب واقعات پر نظر کی
 جاتی ہے۔ اور دیکھا جاتا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بعض نبوت تشریعی
 کے مدعی ہوئے۔ جیسے صالح بن طریف وغیرہ متقدمین میں اور براء اللہ باری متاخرین
 میں۔ بعض غیر تشریعی نبوت کے مدعی ہوئے۔ جیسے ابو عیسیٰ۔ مرزا غلام احمد تا دیانی
 وغیرہ ان سب کے جھوٹے ہونے کی صرف یہی دلیل بیان فرمائی۔ کہ میں آخر انبیین ہوں۔
 میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اس لئے قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہو گیا۔ کہ آپ کے بعد تشریعی
 غیر تشریعی۔ امتی غیر امتی کسی قسم کا نبی پیدا نہ ہوگا۔ خصوصاً جو آشتی نبی ہونے کا مدعی
 ہو اس کا جھوٹا ہونا تو آفتاب نیروز کی طرح اس حدیث سے روشن ہو گیا۔

ششم۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انا خاتم النبیین کے بعد ہی کیا نبی بعد
 فرمایا۔ یہاں اہل علم پر پوشیدہ نہیں کہ یہ لائے نفی جنس ہے۔ کہ کسی جنس کے نبی
 تشریعی غیر تشریعی۔ ظلی۔ بروزی ہمارے بعد نہ ہوں گے۔ یعنی بقول مرزا غلام احمد
 تا دیانی ۵ ہر نبوت را بروئے آخر تمام

سفہم۔ اس حدیث سے آیت قرآنیہ وَلَکِن رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَاٰخِرُ النَّبِیِّیْنَ کی پوری
 تفسیر بھی ہو گئی۔ اور وحی خداوندی کی تفسیر صاحب وحی نے کر دی۔ اور وہ تفسیر
 بھی الہام خداوندی سے کی جس کا حاصل یہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخر انبیین
 ہیں۔ آپ کے بعد کوئی سچا نبی نہیں ہو سکتا۔

علاوہ انہیں مندرجہ ذیل احادیث اس معنی کی مودید ہیں۔

۲۔ فرمایا۔ ”مجھ سے پہلے نبی اسرائیل ادب سکھائے جاتے تھے نبیوں سے جس وقت فوت ہوتا۔ ایک نبی قائم مقام اس کے بھیجا جاتا دوسرا نبی۔ اور قریب ہے کہ میرے بعد خلیفے ہونگے۔“ (صحیح بخاری) اس حدیث سے فیصلہ ہو گیا۔ کہ کسی قسم کی نبوت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ ہوگی۔ کیونکہ نبیوں کا کام علمائے امت و خلفائے اسلام کریں گے۔

۳۔ حضرت علی کو فرمایا۔ ”تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام سے ہارون مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔“ (بخاری و مسلم)

۴۔ فرمایا ”میں ختم کرسنے والا ہوں نبیوں کا اور میری مسجد نبیوں کی مسجد کی ختم کرنیوالی ہے۔“ (کنز العمال)

۵۔ فرمایا ”میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا۔ تو عمر ابن خطاب ہوتا“ (ترمذی)

۶۔ فرمایا ”میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو“ (بخاری و مسلم)

۷۔ فرمایا ”رسالت و نبوت قطع ہو گئی۔ پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہے اور نہ نبی۔“ (ابن کثیر۔ ورواہ احمد)

۸۔ فرمایا ”میں آخر اللہ نبیاء ہوں۔ اور تم آخر الامم“ (رواہ ابن ماجہ)

۹۔ فرمایا۔ آدم ہند میں نازل ہوئے۔ اور گھبرائے پس جبرائیل نازل ہوئے

اور اذان وی اللہ اکبر اللہ اکبر۔ دو دفعہ۔ اشہدان لا الہ الا اللہ۔ دو دفعہ۔

اشہدان محمد رسول اللہ دو دفعہ۔ آدم نے جبرائیل سے کہا۔ محمد کون ہے۔ کہا۔

تیرا آخری بیٹا انبیاء میں سے۔ (رواہ ابن عساکر کذا فی اکنز العمال ص ۱۱۴ ج ۴)۔

اس حدیث سے ثابت ہے۔ کہ آپ سب نبیوں سے آخر میں پیدا ہوئے۔ اور حضرت

عیسیٰ علیہ السلام یا دیگر انبیاء کا زندہ رہنا یا موجود ہونا اور بعد ازاں سطح ارض پر تشریف

فرما ہونا ہرگز ختم نبوت کے خلاف نہیں۔ بلکہ ختم نبوت سے مراد صرف یہی ہے۔ کہ کوئی

نبی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیدا نہ ہوگا۔ جیسا کہ محی الدین غری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

ہے۔ زال اسم النبی بعد نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ (ترجمہ) یہاں سے نبی صلی اللہ

علیہ وسلم کے بعد نبی کا نام جاتا رہا۔ یعنی کسی کو نبوت کا عہدہ عطا نہ ہوگا (فتوحات مکیہ جلد

ثانی صفحہ ۶۴)

بالنصف

تقسیم ترکہ

حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ تَعَالَمُوا الْفَرَائِضَ وَعَلِمُوا مَا لِلنَّاسِ فَإِنَّمَا نِصْفُ الْعِلْمِ۔ یعنی علم وراثت خود سیکھو اور دوسروں کو بھی سکھاؤ۔ کیونکہ نصف علم دین ہے۔ جناب صاحبزادہ سید غلام دستگیر شاہ صاحب نامی نے مندرجہ ذیل نظم میں مسائیل وراثت کو نہایت عمدہ طریقہ سے قلمبند کیا ہے۔ یہ نظم اس سے پہلے کئی اخبارات میں شائع ہو چکی ہے۔ اور اس کو مفید سمجھ کر سالہ ہذا میں شائع کیا جاتا ہے۔ اسے اگر یاد کر لیا جائے۔ تو اسلامی قانون وراثت کے موٹے موٹے مسائل سے آگاہی حاصل ہو سکتی ہے۔ اور جو ثواب ہوگا وہ مزید برآں۔

کفن و دفن۔ فرض وصیت

پیش از تقسیم کیجئے یا زمین چیز مکتولہ کو فک۔ گورو کفن
فرض مردہ پھر ہو باقی سے ادا ثلث باقی تک وصیت بر ملا
پھر جو باقی بچ ہے مال و منال دیکھ حقداروں کو بے رنج و ملال
بیٹے بیٹیوں کا حصہ
بیٹے بیٹی سے جسے حاصل ہو زمین اور ذکر کوشل حظ الانثیین
اک ہی بیٹی ہو تو اس کو نصف دو و ثلث لیں ایک سے بڑھ کر جو ہو
بولے پوتیوں کا حصہ

جب نہ بیٹے بیٹیاں باقی رہیں پھر تو پوتے پوتیاں وارث نہیں
ساتھ بیٹی کے اگر ہوں پوتیاں نصف یہ لگی سہیں وہ بیگمیاں
بیش از یک ہوں اگر باقی نبات پوتیوں کو پھر نہ بچے بھی آئے ماتحت

پوتوں کیساتھ ہوں پوتے اگر | ہونگی پھرتو پوتیاں بھی بہرہ ور
ان میں بھی تقسیم ہوئے شور و شبن | ایک نوکر کو مثل خط الا انیلین
بیٹیوں سے چھین کر پوتے نہ لیں | ایک ثلث باقی پر ہی قتل ہیں

شوہر اور بیوی کے حقوق

گرنہ بیوی کے کوئی اولاد ہو | نصف ورنہ ایک رُبع شوہر کو دو
رُبع بیگی لا ولد شوہر کی زن | ورنہ اس سے نصف بے رنج و محن

والدین کے سہام

بعد میت کے اگر اولاد ہو | دس دس ماں باپ سے ہر ایک کو
بیٹا بیٹی پوتا پوتی ہو نہ گر | ماں ثلث اور ماں بقالے لے پر
پھر سس دیں ماوریت کو جب | شوہر میت کے جب ہو ساتھ اب
گر بہن یا بھائی اک کس سے بڑھیں | اک سس سے بہن پھر ماں کو نہ دیں
باپ ہو گر زوجہ میت کے ساتھ | امّ میت کو رُبع آئے کا ہاتھ

حجّات صحیحہ کا حصّہ

سس نانی کو نیلے جباں نہ ہو | ماں کے ہوتے داویوں کو بھی نہ دو
جملہ حجّات صحیحہ با وقتار | اک سس میں ہونگی کیاں حصّہ دار

اخیانی بھائی بہنوں کا حصّہ

بیٹا بیٹی پوتا پوتی اب و جد | جب نہوں تو ہے یہ فزّان صمد
اک ثلث لیں ماوری بھائی بہن | بانٹ لیں باہم مساوی مرد و زن
ایسا بھائی یا بہن ہو ایک ہی | واسطے اس کے سس ہے لے اخی

سگے اور نیلے بھائی بہنوں کے حقوق

باپ یا اولاد جب باقی نہ ہو | نصف ترکہ خواہ میت کو وہ
جبکہ بہنیں ہوں زیادہ ایک سے | دو ثلث ان سب کو مفتی بانٹ دے
ایک ہی بھائی ہو گر باقی رہا | ترکہ حصّہ میں اسی کے آئے گا

مرد کو دو عورتوں کے مثل دیں
اور ماں والوں کا حق مردود ہو
لیگی سوتیلی چھٹیا حصہ ا حتی
شرع کی نکتے نہیں کچھ آتا ہا تھا
پھر تو باقی میں سے ثلث اسکو بھی دو
اور علاقہ کو پوتی مانئے

اغت اخوات جب وارث بنیں
اک سکا بھائی اگر موجود ہو
گرمیت کی بہن اک ہی پڑ سکی
اغت سوتیلی علاقہ کو دو یعنی کیسا تھا
ساتھ سوتیلی کے گر بھائی بھی ہو
اغت عینی مثل وخت جانتے

سک جواہر

مسئلہ سماع

(ماخوذ از کتاب راحت المحبین مرتب کردہ حضرت امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔ در

مافوظات سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الہی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

بروز بدھ ۲۰ جمادی الاول ۱۹۰۰ھ کو قدوسی کا شرف حاصل ہوا۔ اتنے میں خواجہ

قطب الدین مانسوی اور شیخ برہان الدین غریب قوالوں کے ہمراہ آئے۔ خواجہ صاحب اٹھ

کھڑے ہوئے۔ انیوالوں میں سے ہر ایک آداب بجالایا حکم ہوا کہ بیٹھ جاؤ۔ بیٹھے تو سلوک

اور سماع کے بابے میں گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ سماع سننے کے لائق

چیز ہے لیکن سننے والی کو چاہئے۔ کہ جب سنے گوش و ہوش سے سنے تاکہ وجد ہو۔ جو

صاحب دروہے۔ اسے نواثر ہو جاتا ہے۔ لیکن جو صاحب دروہ نہیں۔ اس کے روبرو

خواہ دوست کے ہزار بار اسرار بیان کئے جائیں۔ اس پر ذرہ برابر بھی اثر نہیں ہوتا پھر

فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ میں شیخ الاسلام فرید الحق والدین قدس سرہ العزیز کی خدمت میں

حاضر تھا۔ آنجناب کی زبان مبارک سے سنا۔ کہ ایک دفعہ خواجہ قطب الدین۔ قاضی

حمید الدین ناگوری۔ خواجہ شمس الدین ترک۔ مولانا علاؤ الدین کرمانی اور شیخ محمود موزہ

دور ایک ہی جگہ جمع تھے۔ وقت بآراحت تھا۔ اور ان کی خالقہ میں سماع ہو رہا تھا۔

صرف ایک ہی شعر کا اُن اصحاب پر یہ اثر ہوا۔ کہ تین دن رات رقص کرتے رہے اور اپنے آپ سے بالکل بے خبر رہے۔

پھر خواجہ صاحب نے آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ واقعی بزرگ اسی طرح سماں سنتے ہیں۔ پھر شیخ عثمان سیاح نے اُٹھ کر عرض کی کہ قوال حاضر ہیں۔ فرمایا زہے سعادت۔ قوالوں نے غزل شروع کی۔ ابھی پہلا ہی شعر کہا تھا۔ کہ شیخ عثمان سیاح۔ شیخ حسین اور اور عزیز رقص کرنے لگے۔ اور چاشت سے لیکر شام تک نماز تک رقص کرتے رہے اور اپنے آپ سے بالکل خیر رہے۔ بعد ازاں ہر ایک اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔ پھر خواجہ صاحب نے سروائی صوف شیخ عثمان کو عطا فرمائی۔ اور کلام خاص مجھے اور اسی طرح ہر ایک کے اپنا اپنا حصہ ملا۔ وہ دن بہت ہی باراحت تھا۔ قوالوں نے یہ غزل گائی تھی۔

ہزار سختی اگر بریں آئی آسان است	کہ دوستی و ارادت ہزار چنید است
سفر دراز نباشد بیار طالب دوست	کہ خار دست محبان گل و ریخت
اگر توجہ کنی جو نیست و دیدار است	اگر تو داغ بنی داغ نیست و دانت
نہ آبروئے کہ گز خون من بخو اسی بخیت	مخالفت کفم آں کفم کہ فسرمانست
زعقل من عجب آید صواب گویا نرا	کہ دل بدست تو مردن خلاف فرمانست
گماں برند کہ در باغ عشق شعلہ را	نظر بہ سیب زرخداں و نارستانست

ماخوذ از فتاویٰ امیر مرتبہ حضرت امیر حسن علی سحری رحمۃ اللہ علیہ۔ از ملفوظات

سلطان المشائخ خواجہ محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ

انوار کے روز ۹۔ ذوالفقار ۱۰۳۵ھ کو قدوسی کا شرف حاصل ہوا۔ سماع کیوقت ہو وجہ ہوتا ہے۔ اس کی بابت گفتگو شروع ہوئی۔ تو فرمایا کہ خانوے نام میں الواجد الما جد بھی شامل ہیں۔ واجد معنی محطی (عطا کرنی والا) بعد ازاں فرمایا۔ کہ واجد وجد سے نکلا ہے۔ یعنی بخشش کرنے والا۔ جیسا کہ شکور کے معنی شکر کرنیوالے کے ہیں لیکن اسمائے الہی میں اس کے معنی شکر قبول کرنے والے کے ہیں۔ اسی طرح یہاں پر واجد کے معنی واجد عطا کرنے والے کے ہیں۔

بعد ازاں شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر شروع ہوا۔ کہ وہ سماع نہیں سنا کرتے تھے۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ شیخ نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ

فرمایا کرتے تھے کہ زیادہ سے زیادہ نعمت جو مل سکتی ہے۔ وہ شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ کو دی گئی تھی مگر سماع کا ذوق عطا نہیں فرمایا گیا تھا۔ بعد ازاں شیخ شہاب الدین کے استغراق شغل کے باوجود میں گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ شیخ اوجہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ شیخ شہاب الدین کے پاس آئے۔ تو شیخ صاحب اپنا مصلیٰ لپیٹ کر کھٹنے تلے ڈال لیا۔ یہ بات مشائخ کے نزدیک نہایت اعلیٰ درجہ کی تعظیم کی ہے۔ الغرض جب رات ہوئی۔ تو شیخ اوجہ نے سماع طلب کیا۔ شیخ شہاب الدین نے قوالوں کو بلایا۔ اور سماع ترتیب دیا۔ اور خود کونے میں چلے گئے۔ اور طاعت و ذکر میں مشغول ہو گئے۔ شیخ اوجہ اور اہل سماع سماع میں مشغول ہوئے۔ جب صبح ہوئی۔ تو خادم خانقاہ نے شیخ شہاب الدین کی خدمت میں عرض کی کہ رات سماع تھا۔ ان لوگوں کو کھانا کھلانا چاہئے۔ شیخ صاحب نے پوچھا۔ کیا رات کو سماع تھا۔ خادم نے کہا بیشک منہ فرمایا۔ مجھے اس کی مطلق خبر نہیں۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے فرمایا کہ اس سے شیخ شہاب الدین قدس سرہ الغریب کا استغراق وقت معلوم ہو سکتا ہے کہ آپ ذکر میں اس طرح مشغول ہوئے کہ سماع کے غلبہ کی آپ کو مطلق خبر نہ ہوئی۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کس حد تک یادِ الہی میں مشغول تھے۔

تاریخ اجراء رسالہ شمس السلام بھیرہ

(از مولانا مولوی محمد سلام اللہ صاحب ساکن عمر چک)

جو مولانا طہور احمد دریں دم | کمر بستہ برائے خدمت دیں
ز بھیرہ یک رسالہ کرد جاری | بود صد ہا مبارک باد و تحسین

التماس ضروری۔ جن اصحاب کی خدمت میں رسالہ اب تک بلا معاوضہ جارہا ہے۔ براہ کرم اپنا چندہ خریداری بذریعہ مینی آرڈر ارسال فرمائیں۔ ورنہ جب قدر

رسالے ان کو مل چکے ہوں۔ واپس بھیج دیں۔ یہ ہرگز مناسب نہیں۔ کہ بلا قیوت رسالے وصول کرتے ہیں اور بعد ازاں خریداری انکار کر دیں۔ اس طرح دینی کام میں سخت سہج ہو رہا ہے۔ رسالہ کے اجراء سے کوئی ذاتی نفع مقصود نہیں دینی کارکنوں کی جماعت کا فی خسارہ پر اس رسالہ کو چلا رہی ہے۔ اب عکس سالانہ کی حقیر رقم بھی بطور ادا نہیں ملے سکتے تو ختم بیچ کا مقام ہے پشخا کستنا میں بھیرہ

۱۳
 ہجرت بنو دوی بتاریخ شمس عجیب رنگین مضامین

قطعہ تاریخ رسالہ شمس السلام

راز نتیجہ افکار عبد المجید نائب مدرس اسلامیکول بھیرہ

جسدم کیا ہے شمس نے اسلام کے طلوع
 جیش محمدی کی جو دیکھی درخشش تیج
 کانوں میں آرہی ہے یہ آواز غیب سے
 شکر خدا ہے ناصر اسلام آگیا
 اس کیلئے اسی کو کیا حق نے منتخب
 ادخل بخبرہ هو حزب محمد دین
 پیش کیا ہے فیض الہی کا جامع
 دست کلیم یا کہ کہوں روئے حور عین
 مشور و رادھر ہیں تو منظوم ہیں دہر
 ہوتے ہیں اس میں ماہ باہ باصرہ نواز
 ملتے ہیں اس میں خبر و تقاسیر کے نکات
 کیا ہے یس؟ دل سے جو پوچھا مجھ کے

شب پر کی طرح کور ہوئے دشمنان حق
 ڈر سے ہوا ہر ایک مخالف کا رنگ فق
 الحق قد تظاہرہم و الکفر قد ذہق
 هذا ظہور احمد هذا ظہور حق
 جو ذات جس کے واسطے تھی اہل امر و حق
 قد ضل من تنفر عنہا او افتراق
 خالص طلسمے بڑھ کے ہے جس کا سر کربق
 ماہ منیر یا کہ کہوں نور کا طبش
 پروں سے رنگ دیکھ کے یہ نظم یہ سبق
 رشحات خامہ ہائے فصیحان خوش منق
 تطہیر دل - درستی احساق کے سبق
 بولا جواب میں - ہے چراغ خدا لے حق

غروبِ عمل

وفات حسرت آیات حضرت خواجہ ضیاء الملت والدین خواجہ
 محمد ضیاء والدین صاحب مرحوم سیالوی رحمۃ اللہ علیہ

(نتیجہ افکار مولانا عاشق حسین صاحب سیماب دارنی اکبر آبادی ایڈیٹر تاج آگرہ)

آسمان کا رنگ ہے کیوں آج کل بدلا ہوا
 ابر کیوں نارنگ ہے یہ سر طرف چھایا ہوا
 منتشر کیوں ملت گبری کا شیرازہ ہوا
 کیوں ہے تیرہ وہ فضائے گلستاں کو کیا ہوا؟
 عندلیب زار کیوں نوحہ سرا ہے باغ میں

یاد کر کے پھول کس کو رو رہا ہے باغ میں
لکشتاں میں آج ہے کس کی صدفِ ماتم بھیجی | کس غم میں آج ہے تار کی وِھند کی روشنی
رزد کس اندوہ سے رنگت ہے مہر و ماہ کی | کیوں مسلسل آج گردش میں ہے چرخِ اذفری

آج یہ سامان ہے کس کی صدفِ غم کیبے؟

کیوں فرشتے ہوئے ہیں ججِ ماتم کے لئے؟

آج ویران سی نظر آتی ہے درگاہِ سیال | چھوڑتا ہے اپنا سجادہ شہنشاہِ سیال
آہ وہ جانِ تصوفِ زینت و جاہِ سیال | حضرت خواجہ ضیاء الدین حق آگاہِ سیال
رشتی قصرِ تصوف میں تھی جن کی ذات سے
اُن کی رحلت ہو گئی اس دہریہ آفات سے

آہ ہندوستانِ شاہِ تصوف چل بسا | عالمِ نابود پر کرتا ہوا تَف چل بسا

جانبِ فردوسِ اعلیٰ بے توقف چل بسا | کر کے اہلِ دل کو مجبورِ تاسف چل بسا

عالمِ امکاں میں اب کیا صورتِ تسکین ہے

رحلتِ خواجہ ضیاء الملت والدین ہے

حسرتِ ۱۲۱۴ جمعہ کو بعد نماز | بندہ و خواجہ میں کچھ ہونے لگے راز و نیاز

وصل کی نعمتِ خالق نے کیا جب سرفراز | رُوح میں پیدا ہوا فوراً نیا اک احتراز

محوِ دیدارِ تجلی گاہ ہو کر رہ گئے

خواجہ عارفِ فن فی اللہ ہو کر رہ گئے

وہ کہ جن کے نام لیوا ہیں محمد **فضل شاہ** | وہ کہ سجادہ نشین ہوتے تھے جن سے فیضِ خواہ

نورِ عرفاں سے بھری تھی جن کی خالقاہ | جن کے چہرے برقی تھی ضیائے مہر و ماہ

سینکڑوں اہلِ تصوف اُن کے دامن گیر تھے

وہ شہنشاہِ تصوف مرشدوں کے پریتھے

آپ کی پوری توجہ کرمِ ملت میں رہی | عمر بھر اصلاحِ ملت ہی طبعیت میں رہی

زندگی مصروفِ لوگوں کی اعانت میں رہی | آپ کی امدادِ تحریکِ خلافت میں رہی

پیروں نے آپ کے کیوں اس قدر قربانیاں

آج تک طاری نہیں اہلِ ہوش پر حیرانیاں

آہ وہ خجاست سلطان والا آب کہاں | آہ وہ ہم درد مندوں کا میجا اب کہاں
آہ وہ آقا وہ مولا اور خواجہ اب کہاں | وہ نسلی سلیکوں کی وہ بہارا اب کہاں

صوفیاں جس کی ضیاء سے صوبہ پنجاب تھا

ناگہاں دم آنکھ سے پنہاں مثال تو اب تھا

آفتاب چرخ عرفاں چھپ گیا زیرِ زمین | صاحبِ علم و عمل دنیا میں اب ایسا نہیں
نہیں خواجہ کے دم محض عرفاں کی تھیں | عمر بھر یوں ان کو عزت دین میں

خون کے آنسو قیامت تک فلک برسائے گا

پھول رحمت کے اندک ہر ملک برسائے گا

آہ اک غم خوار ملت کا جہاں سے اٹھ گیا | پاساں حق و صداقت کا جہاں سے اٹھ گیا

رازدانِ سرِ طریقت کا جہاں سے اٹھ گیا | اسوہ حسنہ رسالت کا جہاں سے اٹھ گیا

قائم اُس کے دم سے سجا دیئے پنجاب کے

ظاہر اُس کی ذات سے تھے دید بے پنجاب کے

تو بھی روئے آسماں روتا ہوں میں بھی زار زار | مضطرب میں بھی ہوں تو بھی اے زمینِ مقبر

ساتھ ہی اے مجبورِ پرہیزگار و تم بھی اشکبار | اے چین لے کوہ لے صحرا بنو بس سو گوار

اک قیامت چاہیے ہزمِ عزرا کے واسطے

مل کے روئیں خواجہ قدسی لقا کیواسطے

ہاں مگر میں نے سنا ہے جو کہ ہیں مروجہ | سرسبز کھیلے تو ہے فتنہ عین ہما

کیا ہوا خواجہ نے گر آنکھوں کا پردہ کر لیا | ہے بھیب جانا مجازی لے حقیقت آشنا

ان کی تربت کی طرف جن و بشر مسجود ہیں

مردہ باد اہلِ ولا - خواجہ ابھی موجود ہیں -

کیفِ افروزِ نظر میں خواجہ فخر الدین بھی | ذات سے ہے جنکی ثابت دعویٰ سرِ آلائی

رواقِ سجادہ میں دیندار و مردِ منتقی | دیکھنے سے ان کے ہو جاتی ہے اک تسکین سی

ہے دعا سجادگی ان کی حُسنِ دائم رکھے

ان کو دنیا میں بصدِ عز و فناء قائم رکھے

میں جو پنہاںِ مقدس خواجہ پہ با صد سوز و ساز | سر جھکایا فاتحہ پڑھ کر بہ اندازِ نیاز

جسٹوئے سالِ حلتِ محلی بہت زمرہ گذار یک بیک پیدا ہوا وہیں وہیں اہم ترین
صوفشاں تھی طلعتِ خواجہ ضیاء الدینؒ ہنوز
لکھو یا سیلاب میں نے "خواجہ گیتی فروز"

۱۳۸ ۱۳۷ ۱۳۶

اگر مزار شریف کی محراب پر مطلع لکھوا دیا جائے تو بہت موزوں و مناسب ہوگا
صوفشاں ہے طلعتِ خواجہ ضیاء الدینؒ ہنوز اسے ہے سالِ حلتِ "خواجہ گیتی فروز"
اس مطلع کیساتھ میرا نام ضرور ہونا چاہئے تاکہ یادگار رہے۔ اور میرے لئے کتبِ بجا کت ہو
(سیلابِ اکبر آبادی) (صوفی)

میرزا میمن

نصب العین

(بلسہ اشاعت گذشتہ)

گذشتہ نمبر میں میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی تحریروں سے ثابت کیا گیا تھا
کہ میرزا میمن انغیار کے اٹھارہ پر عالم اسلام میں تفریق ڈالنے اور مسلمانوں کو جہاد
سے متنفر کر کے ان کو یورپ کی ہوس ملوکیت کا شکار بنانے کیسے قائم کیا گیا تھا۔ اور
فرقہ میرزائیہ ہرگز مذہبی گروہ نہیں۔ بلکہ مستعمرین مغرب کے سوا بیہ سے تیار کردہ ایک
خطرناک پولیٹیکل محکمہ ہے۔ جو مذہب کے پردہ میں عالم اسلام کو کفر کے زینہ لگوں
کر نیکیا فرضیہ سچا س سال سے پوری تندی سے سرانجام دے رہا ہے۔ اور غیر مالک میں
تبلیغ کے بہانے خفیہ سیاسی مقاصد کی تکمیل کے سوا انہیں اور کچھ بھی مد نظر
نہیں۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ میرزا صاحب کی حسب ذیل تحریروں سے
ملاحظہ کریں۔ اور سادہ لوح میرزاؤں کو اس حقیقت سے آگاہ کریں۔ تمہن ہے
کہ بعض سعید روصیں ہدایت حاصل کر سکیں۔

۳۔ میرزا میمن کو غور سے مطالعہ کرنے کا نتیجہ۔
یہ گومٹ ہمارے جیسے خیر خواہوں پر ناز کرتی ہے۔ اور جو شخص ہماری باتوں کو

بنظر غور دیکھنا۔ اور ہمارے افعال پر ایک عین نگاہ دوڑائیگا سو اس پر ہماری کارگزاریاں چھپی نہیں رہتیگی۔ اور ہم سچے ہیں۔ اور یہ گورنمنٹ ہمارے گہراؤ تک غوطہ خور ہی ہے۔ اور اس پر ہمارے امر پوشیدہ نہیں۔ اور اس گورنمنٹ کی فکر میں تیز دوڑنے والی ہیں کہ کوئی تیز اور مضبوط دھننی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ جس وقت گورنمنٹ اپنی رايوں کو مقاصد کی زمین میں دوڑاتی ہے۔ تو وہ رايوں روئے زمین کو کاٹتی ہوئی چلی جاتی ہیں۔ (نورالحی ص ۲۶)

۴۔ میرزا صاحب کے خاندان کی اسلامی خدمات

”اور گورنمنٹ پر پوشیدہ نہیں کہ ہم قدیم سے اس کی خدمت کر رہے ہیں اور اس کے ناصح اور خیر خواہوں میں سے ہیں۔ اور ہر ایک وقت پر دلی غم سے ہم حاضر ہوتے رہتے ہیں۔ اور میرا باپ گورنمنٹ کے نزدیک صاحب مرتبہ اور قابل تھیں تھا۔ اور اس سرکار میں ہماری خدمات نمایاں ہیں۔ یوں گمان نہیں کرتا کہ گورنمنٹ کبھی ان خدمات کو بھلا دیگی۔ اور میرزا والد میرزا غلام نصی ابن میرزا اعطاء محمد رئیس قادیان اس گورنمنٹ کے خیر خواہوں اور مخلصوں میں سے تھا۔ اور اس کے نزدیک صاحب مرتبہ تھا۔ اور صدر نشین بالین عزت سمجھا گیا تھا۔ اور گورنمنٹ اس کو خوب پچانتی تھی۔ اور ہم کبھی کوئی بدگمانی نہیں ہوئی۔ بلکہ ہمارا اخلاص تمام لوگوں کی نظروں میں ثابت ہو گیا اور حکام پر کھل گیا۔ اور کار انگریزی اپنے ان احکام سے دریافت کر لیں۔ جو ہماری طرف آئے۔ اور ہم میں سے۔ اور ہم نے ان کی آنکھوں کے سامنے کبھی زندگی بسر کی۔ اور کس طرح ہم ہر ایک خدمت میں شغف کرنے والوں کے گروہ میں سے۔ اور ان حقیقتوں کے مفصل بیان کرنے کی حاجت نہیں۔ کیونکہ سرکار انگریزی ہمارے مراتب خلوص اور انواع خدمات پر اطلاع رکھتی ہے۔ اور ان اعانتوں کو جانتی ہے۔ جو وقتاً فوقتاً ہم سے ظہور میں آتیں خاصکر دہلی کے مفعدہ کے وقت میں۔ اور اس گورنمنٹ کو معلوم ہے۔ کہ میرے والد نے کبھی کبھی ایسے وقت میں مدد دی کہ جب رٹائوں کی ایک سخت آندھی چل رہی تھی۔ اور فتنے بھڑک رہے تھے۔ اور حد سے تجاوز کر گئے تھے۔ سو میرے والد نے اس مفعدہ کے دنوں میں پچاس گھوڑے مع سوار اس گورنمنٹ کو امداد کے طور پر دئے۔ اور اپنی حیثیت کے لحاظ سے امداد میں سب سے بڑھ گیا۔

باوجودیکہ وہ زمانہ تنگی اور ناداری کا زمانہ تھا۔ اور آبائی ریاست کا دور ختم ہو کر
گردش کے دن آگئے تھے۔ پس جو شخص ایک منظر صحیح اور دل امین رکھتا ہے۔ اسکو
چاہئے کہ سوچے۔ اور میرا باپ اسی طرح خدمات میں مشغول رہا۔ یہاں تک کہ سالانہ سالی
تک پہنچ گیا۔ اور سفر آخرت کا وقت آگیا۔ اور اگر اس کی تمام خدمات نکھنا چاہیں
تو آجکے زمانہ سکیں۔ اور ہم لکھنے سے عاجز رہ جائیں۔ پس خلاصہ کلام یہ ہے کہ
میرا باپ سرکار انگریزی کے مراحم کا امیدوار رہا۔ اور عند الضرورت خدمتیں
بجالاتا رہا۔ یہاں تک کہ سرکار انگریزی نے اپنی خوشنودی کی چھٹیاں اس کو معزز کیا۔
اور ہر ایک وقت اپنے عطاؤں کے ساتھ اس کو خاص فرمایا۔ اور اس کی عمر خیر فرمائی۔
اور اس کی رعایت رکھی۔ اور اس کو اپنے خیر خواہوں اور مخلصوں میں سے سمجھا۔ پھر جب
میرا باپ وفات پا گیا۔ تب ان خصلتوں میں اس کا قائم مقام میرا بھائی ہوا جس کا
نام میرزا غلام قادر تھا۔ اور سرکار انگریزی کی عنایات ایسی ہی اس کے شامل ہو گئیں۔
جیسے کہ میرے باپ کے شامل حال تھیں۔ اور میرا بھائی چند سال بعد اپنے والد کے
فوت ہو گیا پھر ان دونوں کی وفات کے بعد میں ان کے فتن قدم پر چلا۔ اور
ان کی سرتوں کی پیروی کی۔ (فورا نئی حصہ اول صفحہ ۲۶-۲۷-۲۸)

قارئین کرام مندرجہ بالا اقتباس کو پڑھتے ہوئے غور سے کام لیں۔ یہ کسی
دنیا دار کا کلام نہیں۔ بلکہ نبوت و مسیحیت و مہدویت اور مجتہدیت کے ماری کے
قلم کی جولا نیاں ہیں۔ اور توکل علی اللہ کی اعلیٰ مثال اور ایک سچے مسلم کا نمونہ ملاحظہ
فرمائیے۔ چودھویں صدی کے نبی اور مجتہد بھی ایسے ہی ہوئے تھے۔

ان فی ذالک لعبرة لا ولی الا بصار۔

۵۔ میرزا صاحب کی اسلامی خدمات

خاندانی خدمات کے تذکرہ کے بعد اپنی کارگذاری کو اس طرح بیان فرماتے ہیں
جس سے دعوتی نبوت وغیرہ کی اصل غرض پر بھی روشنی پڑتی ہے۔

”سو میرے پاس دنیا کا مال اور دنیا کے گھوڑے اور دنیا کے سوار تو
نہیں تھے۔ بجز اس کے کہ عمدہ گھوڑے فلموں کے مجھ کو عطا کئے گئے۔ اور کلام کے
تواہر مجھ کو دیئے گئے۔ پس اس الہی اور انسانی دولت نے مجھے غنی کر دیا

اور میرے افلاس کا تدارک کیا۔ اور مجھے روشن کیا۔ اور میری رات کو منور کر دیا۔ اور مجھے منعوں میں داخل کیا۔ سو میں نے چاہا۔ کہ اس مال کے ساتھ گورنمنٹ برطانیہ کی مدد کروں۔ اگرچہ میرے پاس روپیہ اور خیرس تو نہیں۔ اور نہ ہی مالدار ہوں۔ سو میں اس کی مدد کے لئے اپنے قلم اور ہاتھ سے اٹھتا۔ اور خدا میری مدد پر تھا۔ اور میں نے اس زمانہ سے خدا کا امتیاحالی سے یہ عہد کیا۔ کہ کوئی مبسوط کتاب بغیر اس کے تالیف نہ کروں گا۔ جو اس میں احسانات فیصرہ منہد کا ذکر ہو۔ اور نیز اس کے ان تمام احسانوں کا ذکر ہو۔ جن کا شکر مسلمانوں پر واجب ہے۔ (لذا الحق حصہ اول صفحہ ۲۸ و ۲۹)

سو میں نے کئی کتابیں تالیف کیں۔ اور ہر ایک کتاب میں میں نے لکھا کہ دولت برطانیہ مسلمانوں کی محسن ہے۔ اور مسلمانوں کی اولاد کی ذریعہ حاشیہ ہے۔ پس کسی کو ان میں سے جائز نہیں۔ جو اس پر خرچ کرے۔ اور باغیوں کی طرح اس پر حملہ آور ہو۔ بلکہ ان پر اس گورنمنٹ کا شکر واجب ہے۔ اور اس کی اطاعت ضروری ہے۔ کیونکہ یہ گورنمنٹ مسلمانوں کے خونوں اور مالوں کی حمایت کرتی ہے۔ اور ہر ایک ظالم کے حملہ سے ان کو بچاتی ہے۔ اور درحقیقت اسی نے ہمیں ہتھیاریں اور دل کے لرزوں بچایا۔ سو اگر شکر نہ کریں۔ تو ظالم ٹھہریں گے۔ پس شکر ہم پر از روئے دین و دنیا تک واجب ہے۔ اور جو شخص آدمیوں کا شکر نہیں کرتا۔ اس نے خدا کا شکر بھی نہیں کیا۔ اور خدا انہیں درست رکھتا ہے۔ جو طریق انصاف پر چلتے ہیں (لذا الحق صفحہ ۲۹ حصہ اول)

سو میں نے اس مضمون کی کتابوں کو شائع کیا ہے۔ اور تمام ملکوں اور تمام لوگوں میں ان کو شہرت دی ہے۔ اور ان کتابوں کو میں نے دور دور کی ولاہتوں میں بھیجا ہے۔ جن میں سے عرب اور عجم اور روس ملک ہیں۔ تاکہ کچھ طبیعتیں ان نصیحتوں سے راہ راست پر آجائیں۔ تاکہ وہ طبیعتیں اس گورنمنٹ کا شکر کرنے اور اس کی فرمانبرداری کے لئے صلاحیت پیدا کریں۔ اور مفتیوں کی بلائیں کم ہوجائیں۔ اور تاکہ وہ لوگ جانیں کہ یہ گورنمنٹ ان کی محسن ہے۔ اور محبت سے اس کی اطاعت کریں۔ یہ میرا کام اور یہ میری خدمت ہے۔ اور خدا میری نیت کو جانتا ہے۔ اور وہ سب سے بہتر محاسبہ کرے گا۔

یعنی برطانیہ کے زیر لوگوں ہو جائیں۔ یہ یعنی تحریک اتحاد عالم اسلام ۱۲-۱۳-۱۴

اور میں نے یہ کام گورنمنٹ سے ڈر کر نہیں کیا۔ اور نہ اُس کے کسی انعام کا امیدوار ہو کر
 کیا ہے۔ بلکہ یہ کام محض اللہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق کیا ہے۔ کیونکہ
 ہمارے بنی نے ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ ہم اُن کی تعریف کریں۔ جن کے ہم نعمت پر دروہیں۔
 اور اُن کا ہم شکر کریں جن سے ہمیں نیکی پہنچی ہو۔ پس اسی وجہ سے میں نے اس گورنمنٹ
 کا شکر کیا۔ اور جہاں تک بن پڑا۔ اُس کی مدد کی۔ اور اُس کے احسانوں کو ملک مند
 سے بلاد عرب اور روم تک شائع کیا۔ اور لوگوں کو اُٹھایا۔ کہ اُس کی فرمانبرداری کریں
 اور جس کو شک ہو۔ وہ میری کتاب براہین احمدیہ کی طرف رجوع کرے۔ اگر وہ اُس کے
 شک دور کرنے کے لئے کافی نہ ہو تو پھر میری کتاب تبلیغ کا مطالعہ کرے۔ اگر اُس سے بھی
 مطمئن نہ ہو۔ تو پھر میری کتاب حمانۃ البشریٰ کو پڑھے۔ اور اگر پھر بھی کچھ شک رہ جائے۔ تو
 پھر میری کتاب شہادۃ القرآن میں غور کرے۔ اور اُس پر حرام نہیں ہے کہ اس رسالہ کو
 بھی دیکھے۔ تاکہ اُس پر کھل جائے۔ کہ میں نے کیونکر بلند کواڑ سے کہہ دیا ہے۔ کہ اس گورنمنٹ
 سے جہاد حرام ہے۔ اور جو لوگ ایسا خیال رکھتے ہیں۔ وہ خطا پر ہیں۔

میں نے انکھوں والو! سوچو۔ کہ میں نے یہ کام کیوں کئے۔ کیوں یہ جنہیں جہاد کی
 سخت ممانعت لکھی ہے۔ ملک عرب اور دوسرے اسلامی ملکوں میں بھیجیں۔
 کیا میرے لئے اُن کتابوں کو ایسے ملکوں میں بھیجنے میں جو حکومت انگریزی میں
 داخل نہیں تھے۔ بلکہ وہ اسلامی ملک تھے۔ اور اُن کے خیال بھی اور تھے۔ کچھ اور فائدہ
 تھا..... پس میرا خلوص اس گورنمنٹ سے اس قدر ثابت ہوا۔ اور میں نے اس قدر دلائل
 سے ثابت کیا۔ جو دشمنوں کے لئے کافی ہیں۔ (نور الحق حصہ اول صفحہ ۶۹-۷۰-۷۱-۷۲)
 اور میرا عربی کتابوں کو تالیف کرنا تو انہیں عظیم الشان غرضوں کیلئے تھا۔ اور میری
 کتابیں عرب کے لوگوں کو برابر پڑے در پڑے پہنچتی رہیں۔ یہاں تک کہ میں نے اُن میں تائید
 کے نشان پائے۔ اور بعض عرب میرے پاس آئے اور بعض نے خط و کتابت کی اور

۱۔ ڈر کر نہیں بلکہ صلیب کی نیت سے کیا ۲۔ یعنی مذہب کے پردہ اور تبلیغ کی اڑتی ہوئی
 ۳۔ اگرچہ اصلی اور حقیقی پائے و ایسی کتنی ہی ناشکری اور نافرمانی ہو۔ ۱۲۔ مدیر۔ ۱۳۔ یعنی غلامی جھگڑی۔
 دولت اور کثرت و ادا۔ ۱۴۔ مدیر ۱۵۔ کیا اس قدر صراحت کے بعد بھی میزرائی مشن کے نصاب العین کو
 سمجھنے کی ضرورت باقی رہ سکتی ہے۔ شریف حسین کی جادوت اور کرنل لارنس کی سرگرمیوں اور خلافت اسلامیہ کی تباہی کی
 اصلی وجہ سمجھ میں آسکتی ہے۔ ۱۲۔ مدیر :

بعضوں نے بدگوئی کی۔ اور بعض صلاحیت پر آگئے۔ اور موافق ہو گئے۔ جیسا کہ حق کے طالبوں کا کام ہے" (نور الحق صفحہ ۳۲)

چنانچہ میرزا صاحب کی وفات کے بعد دس سال کے اندر ہی حکومت ترکیہ کو بغاوت یمن، بغاوت عسیر، جنگ طرابلس، جنگ بلقان، بغاوت شریف مکہ، عراق و عجم کے شیوخ کی غداری کا مقابلہ کرنا پڑا۔ کرنل لارنس نے میرزا صاحب کی پیدا کردہ فصاحت میں خوب کام کیا۔ اور مسلمانانِ عالم کے سراپہ سے تیار کردہ حجاز ریلوے کو اکھاڑ کر ریلوں کی مسلح فوج مرتب کر کے ترکی افواج کا قافیہ تنگ کر دیا۔ تیرہ سو سال کے بعد پہلی دفعہ مسلمانوں کا قبیلہ مسلمانوں کے ہاتھ سے گیا۔ اور اس تمام جدوجہد کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ عراق و فلسطین، بادلتے یرون، نجد و حجاز و عسیر، اور خبریۃ العرب کے بہت بڑے حصہ پر مصر و طرابلس تسلیمیت کا علم لہرانے لگا۔ اور مدعی مسیحیت کی مراد پوری ہوئی۔ اور عیسائیت غالب رہی۔ اسلام مغلوب ہوا۔ صیہونیت کی تحریک سے فلسطین کے عربین میں اسلامی جوش پیدا ہوا۔ تو میرزا بشیر الدین محمود احمد موجودہ سجادہ نشین قادیان نے اپنے نہایت پر جوش مرید جلال الدین شمس کو فلسطین میں بھیجا ہے۔ مگر اب عالم اسلام بیدار ہو چکا ہے۔ جنگ عظیم کے موقع پر میرزا محمود صاحب نے فرمایا تھا۔ کہ اگر مجھ پر خلافت کا بار نہ ہوتا۔ تو میں بحیثیت زکروٹ برطانوی فوج میں شامل ہو کر وفاداری کی خدمات بجالاتا۔ انشا اللہ ہم اگلے نمبر میں یہ بتائیں گے۔ کہ اسلامی سلاطین کے متعلق میرزا صاحب کا کیا رویہ رہا۔

فضائل امیر معاویہ

(بہ سلسلہ اشاعت گذشتہ)

اہل تشیع عام طور پر حضرت معاویہ پر الزام لگایا کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے زمانہ خلافت میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر علانیہ سب و شتم کا سلسلہ شروع کر دیا حالانکہ جس جلیل القدر صحابی کے ہاتھ پر امام حسن علیہ السلام نے بیعت کر کے اسے سلطنت کی باگ عطا کی ہو۔ اس کے متعلق سو و ظنی سے کام لینا اور بلا تحقیق غیر معتبر اقوال کو تسلیم کر لینا دشمنوں کا کام نہیں۔ واصل حضرت علی رضی اللہ عنہ پر سب کرنے والا معاویہ اور تھا۔

اور اس کی کنیت ابن خدیج تھی۔ جیسا کہ ابو جلی محدث نے اپنی سند سے اپنی مسند میں بیان کیا ہے (ترجمہ) علی بن طلحہ سے روایت ہے کہ حج کیا معاویہ بن ابی سفیان نے اور حج کیا ساتھ ان کے معاویہ بن خدیج نے اور معاویہ بن خدیج بڑا کھٹا تھا حضرت علی کو۔ جب معاویہ بن خدیج مدینہ منورہ میں آیا۔ اور حضرت امام حسن علیہ السلام اور آپ کے چند اصحاب بیٹھے ہوئے تھے۔ تو حضرت حسن سے کہا گیا کہ یہ معاویہ بن خدیج ہے جو حضرت علی کو بڑا کہا کرتا ہے الخ۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ جو معاویہ حضرت علی کو بڑا کہا کرتے تھے وہ معاویہ بن ابی سفیان نہیں ہیں۔ وادفع عناداً آپ کی جانب ایسی غلط باتیں منسوب کرتے ہیں۔ جبکہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی حالت یہ ہو کہ تمام عمر کوئی کلمہ یا لفظ ایسا نہ کہا جو حسین علیہ السلام کو ناگوار گذرے جیسا کہ شیعوں کی معتبر کتاب ناسخ التواریخ جلد ششم کتاب دوم میں لکھا ہے۔ بالجمہلہ نسخہ کہ برحین ناگوار باشد تحریر مکروہ و مقرر داشت کہ ہر سال ہزار و ہزار درہم از بیت المال بہ حضرت او برند و بروں میں مبلغ ہموارہ خدمت شرا بہ عرض و جوایز متکاثرہ متوازن متبدا و ترجمہ معاویہ نے کوئی ایسی بات جو امام حسین کے ناگوار خاطر ہو تحریر نہ کی۔ اور محمول تھا کہ ہر سال ہزار ہا درہم بیت المال سے حضرت حسین کی خدمت میں بھیجواتے۔ اور اس کے علاوہ تحفے تحائف بیش بہا بھی ہمیشہ ارسال کرتے تھے۔ فقط۔

حضرت امام حسین علیہ السلام بقول صاحب ناسخ التواریخ اپنے خطوط میں معاویہ کو بڑا کھٹا کہا کرتے تھے۔ ایک دفعہ یزید و عبداللہ نے ترغیب دی کہ آپ بھی ایسا حج باب دیجئے۔ مگر معاویہ ہنسنے اور فرمایا تم دونوں نے غلط کہا۔ میں حسین ابن علیؑ کا کیا عیب بیان کروں۔ مجھ جیسے کو کب درست ہے۔ کہ کسی کی غلط عیب جوئی کر کے دوسروں کو تہذیب کرائے۔ حسینؑ کا عیب کس طرح کہوں۔ واللہ ان میں کوئی عیب نہیں پاتا۔ چاہتا تھا کہ ان کو تہذیب آمیز خط لکھوں۔ لیکن اس کو مناسب نہ سمجھا۔ اور کوئی کہن پیدا نہ کی۔ (ناسخ التواریخ ج ۶ ص ۷۶)

ابو معاویہ نے اپنی مرض موت میں اپنے بیٹے کو حسب ذیل الفاظ میں وصیت کی۔ جیسا کہ شیعوں کی معتبر کتاب جلاء العیون صفحہ ۲۱ و ۲۲ مصنفہ ملا باقر مجلسی میں درج ہے۔

(ترجمہ) لیکن امام حسین پس اُن کی نسبت و قرابت جناب رسالتِ مآب سے تجھے معلوم ہے وہ حضرت کے بدن کے ٹکڑے ہیں۔ اُنہیں کے گوشت و خون سے اُنہوں نے پرورش پائی ہے۔ مجھے علم ہے کہ عراق والے اُن کو اپنی طرف بلائیں گے۔ اور اُن کی مدد نہ کریں گے تنہا چھوڑ دیں گے۔ اگر تو اُن پر قابو پائے۔ تو اُن کے حقوقِ عزت کو بچانا اُن کا مرتبہ اور قرابت جو رسولؐ سے ہے اس کو یاد رکھنا۔ اُن کے افعال کا اُن سے مواخذہ نہ کرنا۔ اور اس مدت میں جو روابط میں نے اُن سے مضبوط کئے ہیں۔ اس کو نہ توڑنا۔ اور خبردار اُن کو کسی قسم کی تکلیف نہ دینا۔ صاحبِ تاریخ التواریخ صفحہ ۱۱۶ پر لکھتے ہیں کہ معاویہؓ نے یزید کو یہ بھی وصیت کی تھی۔

”اے بیٹا۔ ہوس نہ کرنا۔ اور خبردار جب اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہو۔ تو تیری گردن میں حسین ابن علیؑ کا خون نہ ہو۔ ورنہ کبھی اس آسائش نہ دیکھیگا۔ اور ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہیگا۔“

حضرت امیر معاویہ کے انجام کا حال بھی تاریخ التواریخ ۱۱۶ ص سے نقل کیا جاتا ہے۔

(ترجمہ) ”وہی قیص اور تہ بند اور چادر مبارک جو رسولِ صلی اللہ علیہ وسلم کی معاویہ کے پاس تھی۔ اور آنحضرت کے سر مبارک کے کچھ بال اور تھوڑے ناخن مبارک جو اُنہوں نے جمع کئے تھے اور وصیت کر رکھی تھی۔ کہ جب میں مرجاؤں۔ تو انہی مبارک کپڑوں میں مجھ کو لپیٹ دیں۔ اور مٹے مبارک اور ناخن مبارک میرے منہ اور ناک میں بھر دینا۔“ فقط۔

سود خوری

(بہ سلسلہ اشاعت گذشتہ)

کسانوں پر سود کا عجیب اثر پڑا ہے۔ وہ ایک قدم سود خوروں اور بھی آگے بڑھ گئے ہیں۔ کیونکہ باہمی ضروریات متعلق بیج و گندم خوردنی ڈیوڑھے اور دو گنے پر پوری کرتے ہیں۔ باجرہ۔ مکی لیکر بروقتہ فصل گندم اور کارنی پڑتی ہے۔ یہ خون خوری اُنہوں نے کہاں سے سیکھی؟۔ انہیں مہاجنوں ساہوکاروں اور نادانان زمین سے جو غریب۔ عاجز اور حاجت مند مزارعان کو ایک پیسہ یا اس سے بھی

زیادہ فی روپیہ شرح پر روپیہ انارج خریدنے کے لئے دیتے ہیں۔ اور بروقت
فصل سود۔ بنیاج۔ چلکانہ۔ ملککانہ اور کچھ رعب میں سب کی سب ڈھیری نہایت
لے جاتے ہیں۔ انراض سود نے بیوپاریں مکان و دکان کے کرائوں اور باہی
بین دین میں سخت پیچیدگیاں ڈال دی ہیں۔ ہر کاروبار میں سود کا خیال ہمہ مقابل
رہتا ہے۔ افسوس باہمی مدد دی اور حاجت روائی عنقا ہو گئی ہے۔ صغ
سمہسایہ بھوکا ہے۔ پردہ ہی کیلئے | اگر قرض نہ لے تو چہارہ ہی کیا ہے
کسی کام میں ہے بچنے کی ضرورت | ڈگری مکان میں تو بارہ ہی کیا ہے

سود خوری ہندو مسلم نفاق کی جڑ ہے

ہندو مسلم نفاق کی وجوہات شدھی سنگٹھن تنظیم۔ گاؤ کشی۔ باجہ۔ اور مالابا
کافا وغیرہ رواداری وغیرہ مبتلائے جاتے ہیں۔ بیشک اس مرض نفاق کے
وجہ محرک ان میں سے ایک یا سب ضرور ہو سکتے ہیں۔ مگر سب اول ان میں
ایک بھی نہیں۔ اس نفاق کی جڑ میں غریب فرقہ کی بے چینی یا سب کا ر
پیشہ کالاج ہے۔ زمینداروں کا غریب مزارعوں پر ظلم روا رکھنا ہے۔ بچا سے
قرضدار شکرمنا تے ہیں۔ جب ہاجن کا مکان اور بھیاں آگ کی نذر ہو جائیں۔
غریب کسان چلے کرتے ہیں جب زمیندار کسی مصیبت کا شکار ہو جائیں افسوس
جہاں دلوں میں اس قدر بغض و کینہ کی آگ مشتعل ہو پھر لگ کر کہیں ظاہر ہو بھی پھوٹ
نکلے تو کیا تعجب ہے۔ فساد ہی بہت کچھ ناداری سے جنونی بن رہے ہیں۔
افسوس یہ آتش آج کل فرقہ دارانہ فسادات کی صورت اختیار کر رہی ہے۔ ورنہ
لازمی تھا کہ یہ جنگ امیر اور غریب طبقہ کے درمیان بالشورم کی روح لئے
منو دار ہوتی۔ جو سگ زر اپنے سگے برادر کو سگ درجان کر ایک لقمہ ڈالنے
کو تیار نہ ہوتے تھے۔ اکیسے پکانا اور کھانا جن کا شغل تھا۔ اگرچہ جن کا
شیوہ۔ سیدردی نام کو چھو نہ گئی تھی۔ بھائیوں اور مہسایوں کا خون چوسنا جن کا
ایمان تھا۔ آج ڈاکوؤں کے خوف سے لرزاں و ہراساں ہو رہے ہیں۔ اب
حفاظت نہ تو کجا اپنی جانیں بچانے کی فکر میں ہیں۔ اور انصاف کی دہائی

ہوئے کر سرکار انگلشیہ سے پولیس اور تھپار مانگنے کے لئے کوشاں ہیں مگر
 پاوے سے کہ ہو سکتا ہے کسی طرح اس دنیا میں اپنی اور اپنے زر کی حفاظت کر لیں
 مگر عاقبت میں خدائے عادل و قہر سے بھاگ کر کہاں جا بیٹھے
 مظلوم تو وہاں بھی ڈاکوؤں کی شکل میں ان کا زر لوٹنے دوڑیں گے۔ کیا
 وہاں پر بھی پستول اور صندوق کے لئے خدا سے درخواست کریں گے؟
 خدا آنکھ اٹھا کر کسی خان صاحب کے گھر میں دیکھو۔ کہ ایک کی کماٹی
 پر کتنے فرد پرورش پائے ہیں۔ مگر بالمشابہ بل رائے صاحب
 ہیں۔ کہ اکیلے حلوہ پڑی اڑانا ان کا شیوہ ہے۔

ایک سب انسپکٹر پولیس کو اپنے ادنیٰ سپاہی کے ساتھ بسلم اللہ
 کہکر دسترخوان پر شال کر لینے کا نظارہ کیا دلکش ہوتا ہے۔ ادھر ایک
 لالہ جی ہیں۔ کہ گاڑی میں منہ پھیر کر چوری چوری کھا رہے ہیں۔

ملتان میں جب کئی زرداروں کے مکانات لٹ رہے تھے۔ تو ان کے
 اور بھائی اپنے چوہاروں پر کھڑے تماشہ دیکھتے اور اپنے محفوظ رہنے کیلئے شکر مناتے
 تھے۔ ان لٹیروں میں سے اکثر ایسے بھی آدمی شامل تھے جو سود و قرض سے تنگ آمد
 بھنگا آمدہ کے مصداق موقعہ کو غنیمت جان کر شامل ہوئے تھے۔ اور قرضہ سے مخلصی

پانے کے لئے قرض خواہوں کی بہتوں پر چھاپہ مارا۔ چنانچہ اس طرح سینکڑوں بہتیاں
 بھونکی گئی تھیں نہ الغرض مجھے تو ہر جگہ ان فرقہ دارانہ فسادات کی تہ میں درد

پستیوں کے ظلم و ستم کا عکس جواب ہی دکھائی دیتا ہے۔ ص
 ظلم و ستم ہم بہت سہ چکے ہیں۔ سنبھل جائیں اب وہ کہاں جا بیٹھے

قرضہ داروں کا قصور

کیا تمام الزام سود خوروں۔ سرمایہ داروں کے سر ہی تھو پا جا سکتا ہے دلیل
 باز کہتے ہیں۔ کہ آخر قرضدار ساہوکاروں سے روپیہ کیوں قرض مانگتے ہیں؟
 بیشک اس بارہ میں قرضدار ایسے ہی مجرم ہیں جیسے رشوت خور کتوں کو بچانے
 گرداب مصیبت میں پھنسنے ہوئے زر کی ہڈی ڈالنے والے سائل۔

مگر قرضدار جو شادی یا عیش و عشرت کے لئے بیدریغ روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ ان ساموکاروں سے کہیں زیادہ گنہگار ہیں۔ ایسے حاجت مندوں کو چاہئے کہ حتیٰ الوسع قرض سے پرہیز رکھیں۔ ہاں فصل کے لئے بیج یا بچوں کی پرورش کے لئے اناج اور کسی اور ضروری حاجت روائی کے لئے روپیہ لینا پڑے۔ تو کسی سخی۔ خدا پرست شریف دل آدمی سے ازراہ مہربانی بلا مضامہ روپیہ حاصل کریں۔ اور اس کی اس بھلائی کے ہمیشہ محسن بنے رہیں۔ وقت اور وعدہ پر اس کو فوراً ادا کر دیں۔ اپنے محسن کی اس کی مصیبت میں ہمیشہ مدد کریں۔ خیال رہے کہ ایسی نیک روخیں عاقبت میں بھی اپنے رحم بھرے پہرے سے غم نہیں متور کر سکیں گی۔ مگر ہمیں حتیٰ الوسع قرض جو ملک الموت کے مشابہ ہے سے پرہیز اور فضول خرچی سے گریز لازمی ہے۔

کفایت شعاری ہو مد نظر راخت سے تا زندگی ہو بسر

سود و حرام نیک انجام

اگر تمام ملک سود خوری حرام سمجھ لے اور سرکار اس کے متعلق قانون بنا دے تو بلاشبہ امن۔ ایمانداری اور قومیت استقامت آ جائیگی۔ کہ جس کی خوب صورتی کا منظر ہم فلم کھینچنے سے قاصر ہیں۔ دنیا اس وقت مادہ پرستی سے اندھی بن رہی ہے۔ بونا باز ایمانداری پر نہیں بلکہ سٹہ بازی دیکھ دہی پر مبنی ہے۔ پل پل پر زخموں کی کمی ہوتی ہے۔ سکوں کی قیمت میں اختلاف مقبول دہانوں کی کثرت۔ اقتصاد کی ترقی نہیں بلکہ سب ایمان سے گرانے والے پستیوں کا نتیجہ ہے۔ الکانوی کی ٹیجیاں بچھانے والے ہزار مغربی دماغوں کی تعریف کریں۔ مگر قدامت کے صداقت کے اصول بہت موٹے بنائے ہیں۔ باریک بینیوں میں ملک و قوم کو لے ڈوبنا سائیس نہیں ہے۔

الغرض اگر سود کا لفظ اونیما کی ڈکشنری سے کاٹ دیا جائے۔ اور اسے ملک عدم میں روپوش کر دیا جائے۔ تو ساموکار سوا یہ دار اپنے روپیہ کو کسی کاروبار میں صرف کریں گے۔ جس سے ان کی ذاتی اور ملکی دونوں ضروریات پوری

منوگی۔ یاروپیہ کو مکانوں دکانوں کی تعمیر میں خرچ کریں گے جن کی کثرت سے ان کے کراویں میں نمایاں کمی ظہور میں آئیگی۔ غریب بھی شہروں میں کاروبار محنت اور رہائش حاصل کرنے کے اہل ہو سکیں گے۔ بے روزگاری کا قلع قمع ہوگا۔ چوہی ڈاکوں کا بخود سدباب ہو جائیگا۔ سرمایہ دار اگر تعمیرات یا کسی کاروبار میں صرفہ کرنا باندھ کرے گا۔ تو کم از کم آئندہ ہوس زر بند ہونے سے قناعت حقیقی حاصل کر سکیں گے۔ یا اس کو خیراتی کاموں میں لگانے یا ازراہ ہمدردی حاکم مندوں کی بلا معاوضہ ضروریات پوری کرنے کی طرف رجوع کریں گے۔ انرض روپیہ سے روپیہ جننے کے عوض روپیہ کا عمدہ استعمال کر سکیں گے۔ کچھ سی پیر پیری کا فور ہو جائیگی تجارت و ملکی ترقی کو فروغ حاصل ہوگا۔ امیر غریبا کو۔ بھائی بھائی کو بوقت ضرورت یا بغرض ترقی روپیہ خوشی سے دینگے جس سے علاوہ ملکی اقتصاد کی حالت عمدہ ہونے کے رفاقت و الفت کا جذبہ زیادہ متبذبن ہوگا۔

انسانی فطرت ہے۔ کہ احسان کا بدلہ ہمیشہ نیک دیا جاتا ہے۔ کوئی شخص اپنے محسن کا گلا کاٹنا یا اس سے خیانت کرنا یا اس کا دھن ٹوٹنا نہیں چاہتا۔ بالفرض اگر کوئی محسن کش بنے بھی تو دوسروں کو کبھی یہ ایک آنکھ نہیں بھاتا۔ محسن کی مدد اور محسن کش سے بدلہ لینے کے لئے شخص جس کو خدا نے دل و گردہ دیا ہے۔ تیار ہو جاتا ہے۔ اعتبار سے اعتبار بڑھتا ہے۔ پہلے کیوں بلا اختیار روپیہ دیا جاتا تھا۔ آج کل جس قدر اعتبار کی نئی پلید ہو رہی ہے۔ وہ صرف زر کی ہوس ہے۔ لہذا میرا دعویٰ ہے۔ کہ سود کو اگر سب لوگ حرام سمجھ لیں۔ تو آج ہی نہ جیٹروں کی ضرورت رہیگی۔ بہ اشتہامیوں کی۔ لوگ اعتبار پر روپیہ لیں گے اور دیں گے۔ اس گئے گزرے زمانہ میں بھی سرحدی پہچان جنہیں وحشی سمجھا جاتا ہے۔ بلا کسی تحریک ملتان کی کوٹھی داروں کو مال دے جاتے ہیں۔ اور وقت پر زور بازو سے روپیہ وصول کر کے لے جاتے ہیں۔ انرض سود حرام ہونے سے ہمدردی۔ اعتبار۔ ایمان داری کے جذبات بڑھنے سے انسان کا درجہ اخلاق اونچا ہو جائیگا۔ اور محسن کشی سے نفرت عام ہوئیگی

چوروں۔ عیاروں کا قلع فتح ہو جائیگا : ملک میں حاتم طائی جیسے سخی اور بانی
کے بدلے دودھ پلانے والے مہمان نواز خفیہ رات کو علی کی بوریاں غریب
مختاریوں اور بوڑوں کے گھر پہنچانے والے پھر پیدا ہونے کے مشکل نہیں صرف
زرپرستی کی اخلاقی حالت سدھارنے کی ضرورت ہے۔

فرقہ دارانہ فسادات کی تہ میں بھی زرپرستی کا اثر ہے۔ اگر ہندو مسلمانوں میں
بہمہمیں دین ازماہ ہمدردی بلا معاوضہ یعنی بلا سود ہو۔ تو کبھی ممکن نہیں ہو سکتا۔
کہ ایک ترقی پزیر محسن کا برا چاہنے کا خیال بھی دل میں لاسکے۔ انہی تباہ
کے دنوں میں بھی کئی مسلمان اور ہندو ایک دوسرے کے زیر احسان ہونے کی
وجہ سے ایک دوسرے کے معاون بنے ہیں۔ انھوں نے میرا دعویٰ ہے کہ ملک
میں تمام خشکی دور ہوگی۔ اس کی جگہ عام انسانی ہمدردی پھیلے گی۔ بھائی بھائی
کو پیار کر س گے۔ ایک دوسرے کی بوقت ضرورت و مصیبت جان و مال سے
امداد کر س گے۔ ہندو مسلمانوں میں ہمدردی اور احسان کے جذبات جاگ اٹھیں گے۔
مجھے تو گناہ کشی سے بڑھکر سود خوری کا مسئلہ آتش خیز معلوم ہوتا ہے۔
سوداگر صرف ایک جہان کی جان لینا ہے۔ تو سود خوری کسی ایک نونہ کا
خون پوسنا اور ان کو تڑپا کر مارنا ہے۔ اس لئے میری تمام محبتاں وہی خواہاں
ہوں کسی خدمت میں ہزار ہا ہے۔ خونخوار کو ملک و قوم سے ہٹا کر فرقہ دارانہ
تنازعات اور بولشویک لہر کو بیخ و بن سے اکھڑ پھینکیں۔ اور ملک میں پھر
امن و امان قائم کر دیں :
اسلام کا سنہری اصول

ہندو ہمارے فلسفہ پرستری ہیں۔ مغربی بائبلین لاکھ پالیس کے گہرے
نقطہ پیش کریں۔ مگر اتنا وقت یکہ توبہ کے موئے اصولوں اور قدرت کی طاہرہ
صلواتوں کا قوم میں جل نہ ہوگا۔ جب تک قوم دولت مند فرقہ اپنی عادت زرپرستی
اپنی جبلت خون خوری سے منہ نہ موڑے گا۔ اس وقت تک قوم میں باہمی اتفاق اور
ملتی ترقی ایک سوہم خواب ہے۔ ہند کبھی بھی قومیت اور غار خلافت سے باہر نہیں آسکتا
تا وقتیکہ ہندو قوم اسلام کے اس زہریں اصول کا یا بند نہیں ہوتا۔ سود خوری حرام
(صدقہ شہداء۔ نکاح کر دس آ رہے شہداء آبادی)

ڈاڑھی کی شرعی حیثیت

(نزدیک مضمون مندرجہ زمیدار و حمایت اسلام و دیگر مضمون)
(از مولانا مولوی حکیم عبد الرسول صاحب بکھری)

زمیندار ۱۹ جنوری سنہ ۱۳۵۵ء پر ایک مضمون بعنوان (ڈاڑھی کی شرعی حیثیت) کیا ہے، مشتاق احمد مدرس عربی کوٹ اود کی طرف سے شائع ہوا ہے۔ جس میں مضمون نگار نے اپنا قرآن کریم اور حدیث مبارک اود فقہ شریف سے واقف ہونا دکھا کر ثابت کیا ہے کہ ڈاڑھی کی حیثیت برائے قرآن کریم و حدیث مبارک و فقہ شریف بالکل معمولی ہے۔ اور اس کا رکھنا کوئی ضروری امر نہیں۔ مگر اس کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ قرآن کریم و حدیث مبارک اود فقہ شریف سے بالکل ناواقف معمولی عربی دان ہے۔ اور اس کو یہ استدعا و پرگز نہیں کہ قرآن کریم اور حدیث مبارک سے استنباط مسائل کر سکے۔ اور جزئیات فقہ شریف پر رائے زنی کر سکے قابل ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ اخذ الحجة حضرت ہارون علیہ السلام کو لکھا۔ اور پھر ادیان علیہ السلام کو شرائع منسوخہ کہدیا۔ اور پھر بطور تمسخر کہا کہ اس سے تسلیم کرنا پڑیگا کہ غصہ کیوقت ایک مسلمان کا دوسرے بھائی کی ڈاڑھی کو کپڑنا ہی ضروری ہے۔ ج

بریں عقل و دانش بیا بد گریست

اگر اس کو قرآن کریم سے مس ہوتی۔ تو انبیاء کرام کے ادیان کو سولے چند جزئیات کے ادیان منسوخہ نہ لکھتا۔ یہ نہ سمجھتا کہ اسی آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ ڈاڑھی شہار انبیاء کرام سے ہے۔ اور ان کی ہدایت پر عمل کر نیکا خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم قرآن کریم میں دیا گیا ہے۔

(اولئك الذين هدى الله فبهم احصوا اقتداءً بآبائهم) سورہ انفصاف ترجمہ۔ پیغمبر وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے رہنمائی کی ہے۔ پس اے نبی تو انکی ہدایت کے ساتھ اقتدا کر۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین اور شریعت کو انبیاء کرام کا قدیمی دین قرآن کریم ارشاد فرمایا گیا ہے۔ (شروع لکھم صلی الذین

ما وصی بہ نوحاً والذین اوحینا الیک وباوصینا بہ ابراهیم وموسیٰ وعلیہم
 آخر الائمہ سیارہ ۲۵ سورہ شوریٰ حدیث شریف میں جو ڈاڑھی رکھنے کا حکم ہے اس کو
 معمولی لکھ دیا۔ اور یہ سمجھا کہ اعفاء لکھ کر کاٹ دیا ہے۔ اور حضور علیہ السلام کا اس پر
 عمل داعی ثابت ہے۔ اور تمام صحابہ کا عمل بھی یہی تھا۔ جس سے یہ امر وجوب کے
 درجے کو پہنچ گیا ہے۔ کہیں ثابت نہیں۔ کہ حضور نے یا کسی صحابی یا تابعی یا تبع
 تابعی نے کبھی ڈاڑھی قبضہ یعنی مٹھی سے کم کرائی ہو۔ جو حدیث ترمذی شریف
 کی کچھ ہے۔ وہ بہ تحقیق محدثین اسی پر مبنی ہے۔ کہ مٹھی سے نیچے حضور نے ڈاڑھی
 کٹائی۔ اور خود ترمذی شریف میں لکھا ہے۔ کہ یہ حدیث غریب ہے سخت بیجا
 ہے۔ کہ کہا جاوے کہ ڈاڑھی مٹھی سے کم کرنے کی اجازت حدیث شریف میں جو
 ہے۔ مشکوٰۃ شریف کی کتاب اللباس کی حدیث کے جو امور لکھے ہیں۔ ان میں
 سے ڈاڑھی کے رکھنے کے لئے علیحدہ حکم متعدد حدیثوں میں موجود ہے۔ زمانہ
 نبوی میں کسی نے یہ بیجا ہی نہیں کی۔ کہ ڈاڑھی کو مٹھی سے کم کرایا ہو۔ بلکہ
 قرون ثلاثہ میں بھی ہرگز یہ بات پایہ ثبوت کو نہیں پہنچی۔ ڈاڑھی کے امر دینی یا
 دنیوی ہونے پر جو مضمون نگار نے خامہ فرسائی کی ہے۔ وہ نہایت ہی
 سیفمانہ ہے۔ حکم نبوی پر رائے زنی کرنا ایک بڑے گستاخ آدمی کا کام ہے۔
 ایسے ہی ایک نام کے مسلمان نے کسی فرض شرعی کو امر دینی قرار ہی نہیں دیا
 نماز کو ریاضت۔ روزہ کو کفایت شکاری۔ حج کو سیر و سیاحت زکوٰۃ کو قبیلہ
 پروردی وغیرہ کہ دیا۔ ایسے کہنے والوں کا کیا اعتبار ہے۔ جب آدمی جبا اور ب
 کو پس پشت کر دے۔ تو وہ سب کچھ کہہ اور کر سکتا ہے (اذالم نفسی قاضی عاشق
 ارشاد دنیوی ہے۔ ترکوں مصریوں ایرانیوں کے موجودہ زمانہ کے اعمال
 و عادات اسلام میں حجت نہیں ہو سکتے۔ انہوں نے تو فرائض اسلام میں بھی
 تغیر تبدیل کر دیا ہے۔ خیر القرون کے زمانہ کے اہل اسلام کے اعمال و افعال
 البتہ حجت ہو سکتے ہیں۔ وہ بھی ان کے جنہوں نے حدود شریعت سے
 تجاوز نہیں کیا۔ مضمون نگار نے فقہ متاخرین کے فتوؤ کو بھی خفیف سمجھا کر
 جو منہ میں آیا۔ بلا دلیل کہ دیا۔ اور جو خیال میں آیا لکھ دیا جس وقت آدمی

گستاخی کرنے لگے۔ وہ سب کچھ کہہ سکتا ہے۔ ورنہ فقہ شریف میں ڈاڑھی بقدر قبضہ کو سنت کو مکدہ بعض نے واجب لکھا ہے۔ اور قبضہ کی حد صحیح بخاری شریف میں جو اصم الکذب بعد کتاب اللہ ہے مروی ہے۔ راوی حدیث اعفوا للمحی کا عمل امام بخاری علیہ الرحمۃ نے بیان فرمایا ہے۔ جس سے حد اعفا عمل صحابی سے بقدر قبضہ ثابت ہوا ہے۔ اور عمل صحابی راوی حدیث حجت ہوتا ہے مضمون نگار نے ایک واقعہ کسی فاطمہ اللجینی ڈاڑھی منڈے کی تقریر کرتے اور اس کو علماء کرام کے عمل بالمعروف کرنے کا لکھ کر علمائے کرام کی خوب توہین کی اور علماء کرام کی امر بالمعروف کو نہایت تنک آمیز الفاظ میں ظاہر کیا۔ اور اہل حق کے افعال کو عیوب کا لباس پہنا کر تنک آمیز الفاظ میں بیان کیا۔ جیسا کہ آج کل کے بیدین ریشہ نرا شیوں اور نیچروں کا شیوہ ہے۔ جن کے رگ و پے میں نصرائیت اور یورپ کا اثر سرایت کر گیا ہے۔

چشم بد اندیش کہ پر کسندہ باد
عیب نماید ہنر شش و نظر

خلاصۃ المرام مضمون نگار کا استنباط واستدلال بالکل غلط اور جہالت و ضلالت کی صریح دلیل ہے۔ ڈاڑھی مکدہ اور وجب امر شرعی ہے۔ بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کے لئے خاص حکم بصیغہ امر ہے۔ اور پھر اس پر تمام عمر کا عمل اور تمام صحابہ کا عمل اُس کے وجوب قطعی پر دلالت کرتا ہے۔ اور حکم قرآن ہا اتا کم الرسول فخذہ وما نہکم عنہ فانتهوا و اتقوا اللہ اور فلیحذر الذین یخالفون امرہ ان تصیبہم فتنۃ او یصیبہم عذاب عظیم اور من یحس اللہ ورسولہ یتخذ حذرہ یدخلہ نارا خالدا فیہا ولہ عذاب مہین)

اس کی مخالفت کرنے والا قرآن کی مخالفت کر گیا ہے۔ حکمت عقلی اس کے ضروری ہونے میں یہ ہے کہ ڈاڑھی کا رکھنا تقاضائی فطرت ہے۔ کیونکہ یہ ظاہر مابہ الاقتبار ہے درمیان عورت و محنت و مرد بالغ و نابالغ کے اور یہ وجاہت ہے مرد کے لئے اس کا بقدر قبضہ رکھنا مرد کے لئے نشان مروجی و باعث وجاہت و عزت ہے۔ اس کا منڈوانا اور سُٹھی سے کم گستاخانہ مردی اور وجاہت کا مٹانا ہے۔ اور منشا بہ ہنا ہے ساتھ مخنشوں اور عورتوں کے اور فعل شیخ خلاف فطرت ہے۔ لغوی ہے۔

ایڈیٹر زمیندار پر جو مولانا کے لقب سے اپنے آپ کو ملقب کر کر بے دینیوں کے ایسے پھر مضامین کو چھاپتا ہے۔ ڈاڑھی منڈا ایک فاسق مجاہد ہے جس نے مخالفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نشان اپنے چہرہ پر ظاہر کیا ہوا ہے جو ہرگز چھپ نہیں سکتا۔ اور وہ ہر سنکندہ مخفف و مخالف سنت رسول اللہ ہے۔ اس کا نماز پڑھنا اور وعظ کہنا ہرگز درست نہیں مضمون لگا کر چاہئے کہ وہ ایسے لوگوں کو جو نماز پڑھتا اور وعظ کہتے کے شائق ہیں۔ نصیحت کرے کہ وہ یہ فسق کام چھوڑ دیں۔ ورنہ ہمیشہ ڈوبیں ہوتے رہیں گے۔

اجوبہ رسولہ اشفاقاء

(۱) ڈاڑھی رکھنا سنت ہو کہہ بلکہ واجب ہے۔ اس کو خفیف سمجھنے میں کفر کا خوف ہے بدلیل امر رسول صلی اللہ علیہ وسلم احفظوا الثواب واعفوا للہی الحدیث جو بخاری شریف میں موجود ہے۔ و بدلیل عمل دوامی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرام۔

(۲) ڈاڑھی منڈانا ترک واجب ہے۔ جو قطعاً حرام ہے۔ مکروزیب کی ڈاڑھی کا کوئی معنی ہی نہیں۔ یہ لغو و مصلوہ ہے۔

(۳) ہمیشہ ڈاڑھی منڈانا گناہ کبیرہ ہے صغیرہ بھی اصرار سے کبیرہ ہو جاتا ہے (۴) ڈاڑھی منڈانے والا کسی عذر کے وقت کے بغیر نماز نہیں پڑھا سکتا۔ اور اس کا وعظ کہنا او خود گم است کرا رہبری کند کا مصداق ہے۔

(۵) اجرت طاعات بھی ناجائز ہے۔ اور ڈاڑھی منڈانا ہر وقت ہر آن فسق ہے۔ (۶) لوگوں کو گمراہ کرنا اور ٹوٹنا حرام ہے۔ گناہ ہے جو ڈاڑھی والا لیا کرے کہ صرف اسی کا گناہ ہے جو ڈاڑھی منڈا کرے اس پر وہ علیحدہ گناہ ہے۔ یہ غلط بات ہے کہ ڈاڑھی کی آڑ میں کوئی ٹوٹتا ہے جو مسلمان یا عازمی ایسا کرے تو کیا وہ بھی اسلام و نماز کی آڑ میں کرتا ہے۔ کیا اس کو اسلام و نماز بھی چھوڑ دینا چاہئے۔

(۷) علماء مصر نے ڈاڑھی منڈانے کے جواز کا فتویٰ ہرگز نہیں دیا۔ یہ علماء پرہیزگار ہیں۔ اور دعویٰ بے دلیل ہے۔ اگر دیا ہے تو ایسے ہی کسی علی کے بیدین مدرسوں نے دیا ہوگا۔ جن کے دلوں میں پورے پیش تر استوں کے اثر نے گھر کیا ہوگا مجاہدانہ دین نے یورپ کے دنیا داروں کی تقلید میں اپنا دین برباد کر دیا ہے۔

(حب الہی یعنی وہم) اسی واسطے ان کو اسوہ حسنہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پسند نہیں آتا۔ اور یورپ کے دنیا داروں کے افعال قبیحہ و اعمال شنیعہ ان کو پسند آتے ہیں۔

(۸) ڈاڑھی منڈانے سے انگریزوں کی مشابہت ہوتی ہے۔ اور ڈاڑھی بقدر مٹھی رکھنے اور دو چھین کٹانے سے حب ارشاد بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو تقاضائے فطرت و عقل سلیم و باعثِ رعب و وجاہت ہے اور گندی ناک کے نیچے سے بال علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ ہرگز مشابہت سکھوں اور یہودیوں کی پیدا نہیں ہوتی۔ وہ لوگ ڈاڑھی بچید بڑھاتے ہیں۔ گندے بال نہیں کٹاتے۔

(۹) ڈاڑھی کے فوائد و حکمتیں جواب نمبر ۸ اور تعزیر بالا میں ملاحظہ کرو۔
۱۰) ڈاڑھی کے بقدر مٹھی رکھنے کی دلیل فعل صحابہ و فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو صحیح بخاری جسی معتبر کتابوں میں موجود ہے۔ اس سے کم کرنا چہرے کی وجاہت و رعب مردانہ کو ذائل کرتا ہے۔ اس سے زیادہ زینت کو دور کرتا ہے۔ اگر اس سکہ کے بارہ میں زیادہ تحقیق مطلوب ہو تو ہمارا رسالہ نور الہدیٰ فی اتعاذ الشورات و اعفاء الالعی جو شفا خانہ محمدی بلاک نمبر ۸ سرگودہ حکیم محمد زبیر صاحب بقیت ۲۰۲۰ مسکتا ہے۔ ملاحظہ کرنا چاہئے۔ فقط

و اما علیہ الا بسلاخ المبین :

عبدالرسول عنی عندہ نقشبندی ساکن بکھر بار
حالی دہرہ سرگودہ بلاک نمبر ۸

نعت رسول

(از ملک محمد فیروز الدین مٹھی منظر۔ قادیانہ اسلامیہ سکول بھیرہ)

ذکر افضل ذکر حق ہے اللہ عزت تذکیر ہے : | جز کلام حمد حق بیباک نہ نقشبند ہے
بعدہ نعت پیغمبر دل و با تحسیر ہے | عرش کی جس کے مقابل بیچ ب توقیر ہے

فخر ہے ہر اک مسلمان کے لئے نعت رسول
زیور خوبی ہے ایمان کیلئے نعت رسول

ذکر آں خیر البشر بس افضل الازکا ہے | شان احمد سے بھلا کس فرد کو انکار ہے
باعثِ محبتِ محبتِ نصِ آپ کا اظہار ہے | اللہ ذاتِ قدسی مطلعِ انوار ہے

کس زبان سے ہو بیاں ذکرِ حبیبِ کبریا !
ہیں بلا شک منظرِ نورِ خدا شمسِ اضحا !
شان میں محبوبِ رب ہیں سرورِ ہر دہ و سرا | آن میں عرشِ معلیٰ سیرگا و پرفضا
حلقۃ القرآن ظاہر ہے کہاں اچھے سوا | افضل الصلوات باشد مرعاضد مرجا

ہادی الثقلین حضرت اکمل الان ہیں
حرمِ علماء میں و صفوة الاعیان ہیں

سب سے اعلیٰ سب سے بالا آپ کا جاہ و جلال | سب سے اکمل سب سے افضل ایک صدق مقال
سب سے بہتر آپ کا آغاز ہے خوشتر آل | سب سے جہن سب سے انور آپ کا خن و جمال
ہو چکے جبرائیل ملک انساں کی طاقت ہے کیا ؟
شانِ احمد کو بیاں یہ کر کے قدرت ہے کیا ؟

خاتم المرسل محمد خود ہوئے نورِ خدا | بحر ہے پامانِ الطافِ خدا کا ان جہاد
مجموعِ رازِ خفی و منظرِ صدق و صفا | خود ہوئے نورِ الہدیٰ بھی خود ہوئے گنجِ سخا
آپ سے بڑھ کر ہوا اعلیٰ نہ کوئی نہیں !
انبیائے مرسلین رشکِ حب کوئی نہیں

صدرِ نبیہ انس و جان محبوبِ خلاقِ جہاں | حلاقِ عالم میراں تو وہ کرمِ جہاں
عظمتِ شان و یکہرِ حکیم ہیں خود آسمان | طاعت و فرماں میں سرخم ہے سدا کون و مکان
منظرِ نورِ خدا صلی علیٰ صلی علی !
جان ہو تجھ پر خدا صلی علیٰ صلی علی

کب بیاں تو کر سکے منظرِ ثنائے مصطفیٰ | معرفتِ خیرِ الوداع محبوبِ رب کبریا
دل میں خواہش ہے یہی لے مالکِ نورِ جزا | روزِ محشر کو لے یا مصطفیٰ تیرا لقا

یا محمد مصطفیٰ یا سرورِ خیرِ الانام
دل میں ہے تیری محبت لب پہ ہے تیرا ہی نام

آریہ دھرم کی تعلیم

از غازی عبدالرحیم صاحب چتر ویدی نو مسلم سیاق پنڈت من موہن محل چتر ویدی گپوری

नो ह्यस्कापिलां कन्या नाधिकाङ्गिनीं
रोगिणीम् नालोमिकां नाति लोमां न वान्ध
टान् पिङ्गलाम्॥ सत्यार्थ प्रकाशः
सुधा ४६। नाबनं चार। द्वापा अजमे॥

ترجمہ - پہلے رنگ دلی عورت سے شادی کرنا ناجائز ہے۔ اور آدمی سے لمبی عورت ہو۔ یا چوڑی ہو یا زیادہ طاقت دلی۔ بیمار عورت۔ زیادہ بالوں دلی عورت۔ زیادہ بکبت کرنے دلی عورت اور بخوبی آنکھوں دلی۔ ایسی ایسی عورتوں سے شادی کرنا سراسر جی سے ستیا رتھ پرکاش میں منع فرمایا ہے (حوالہ ستیا رتھ پرکاش صفحہ ۹ باب ۱۱ معلوم ہو) ستیا رتھ پرکاش صفحہ ۵۰ باب ۱۱ پر سوامی جی فرماتے ہیں کہ جس عورت کے نام ایسے ہوں جیسا کہ تنسا۔ گیندا۔ گھالی۔ چینی۔ گنگا۔ جتا۔ چندالی۔ تالیہ۔ کوکلا۔ مینا وغیرہ وغیرہ سے شادی کرنا منع فرماتے ہیں۔ جس عورت کا سیدھا بدن ہو۔ جس کا نام خوبصورت ہو جیسے بیودھا۔ اور جس کی گردن منہس کے موافق ہو اور نازک ہو اور ہتھنی جیسی چال ہو۔ بال اس کے خوبصورت ہوں۔ دانت خوبصورت ہوں اور جس کا بدن نازک اور ملائم ہو۔ ایسی عورتوں کے ساتھ شادی کرنی چاہیے۔ سمجھنے کی بات ہے۔ کہ سوامی دیانند سرسوتی جو آریہ مذہب کے بانی تھے ان کا یہ اصول تھا۔ کہ پہلے رنگ دلی عورت سے شادی نہیں کرنی چاہیے۔ خیال کرنے کی بات ہے۔ کہ سوامی جی تو منع کرتے ہیں۔ اور خداوند کریم صلی علیہ وسلم کو پیدا کر دینا ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے رنگ دلی عورت کو خدا نے پیدا کیا۔ کیونکہ وہ دنیاوی کاموں سے محروم رہی۔

(۷) اب سوامی جی فرماتے ہیں کہ جو عورت آدمی سے لمبی ہو یا چوڑی ہو اس کی بنا پر بھی

شادی کرنے سے منع فرماتے ہیں۔ اور خداوند کریمؐ ان کو سپید کردیتا ہے۔ اب آریہ سماجیوں سے پوچھنا چاہئے۔ کہ اگر خدا کوئی لمبی عورت یا چوڑی عورت پیدا کرتے تو ہمارے سماجی بھائی ان عورتوں کو کیا کریں گے۔

۳۔ پھر سوامی جی یہ فرماتے ہیں۔ کہ زیادہ طاقت والی عورت کیساتھ شادی نہیں کرنی چاہئے۔ اب سوامی جی ہمارا راج یا ان آریہ سماجیوں سے یہ پوچھنا چاہئے کہ خداوند کریمؐ نے کسی آدمی کو تعمیر بنایا ہے۔ اور کھانے پینے کی افراط اور سراطح کی بھیکری ہے۔ تو وہ طاقت و ضرور ہوگی۔ مگر سوامی جی کہتے ہیں۔ کہ طاقت والی عورت کے ساتھ شادی نہیں کرنی چاہئے۔ تو اس سے یہ بتا چلا۔ کہ جب کسی لڑکے یا لڑکی کے والدین شادی کا انتظام کریں۔ تو پہلے لڑکے اور لڑکی کی کشتی آپس میں ہونی چاہئے۔ تاکہ سپت لگ جائے۔ کہ وہ لڑکی لڑکے سے طاقت ور تو نہیں ہے۔ اگر وہ لڑکی طاقت ور ہے اور لڑکا کمزور ہے تو پھر شادی نہیں کرنی چاہئے۔ کیونکہ سوامی جی منع کرتے ہیں۔ اسی طرح سوامی جی بھوری آنکھوں والی کے ساتھ اور زیادہ بک بک کرنے والی اور زیادہ بالوں والی عورت کے ساتھ بھی شادی کرنا منع فرماتے ہیں۔ ہمارے آریہ سماجیوں کو چاہئے۔ کہ جب شادی کا انتظام کریں۔ تو پہلے دیکھ لیں۔ اور مائیں کر لیا کریں۔ اس کے بعد شادی کریں۔ (ج) اب سوامی جی ستیا رتھ پرکاش کے صفحہ پچاس پر پھر فرماتے ہیں۔ کہ جن عورتوں کے گنبد۔ گلابی۔ چنبلی۔ گنگا۔ جمن وغیرہ وغیرہ نام ہوں۔ ایسی عورتوں کیساتھ بھی شادی نہیں کرنی چاہئے۔ تو میں یہ بتلانے کے لئے تیار ہوں۔ کہ ہزاروں آریہ سماجیوں کے گھر واپس چنپا۔ دیوی۔ گنگا دیوی۔ جمن دیوی ہزاروں کی تعداد میں موجود ہیں بھلا یہ بتلائے۔ کہ ایسے ایسے اصولوں پر کون عمل کر سکتا ہے۔

(ج) اب سوامی جی آگے لکھتے ہیں۔ کہ کن کن صفات والی عورتوں سے شادی کرنی چاہئے۔ جس عورت کا سیدھا بدن ہو۔ اور اس کا نام بہت خوبصورت جیسے کیوٹھا۔ اور جس کی گردن ہنس کے موافق لمبی اور نازک ہو۔ اور اس کی چال ہتھنی کی طرح ہو۔ جس کے بال نہایت ملائم ریشم کی طرح چمکتے ہوں۔ اور جس کے دانت بہت خوبصورت ہوں۔ اور جس عورت کا بدن بہت ملائم اور نازک ہو۔ ایسی عورت کے ساتھ شادی کرنا چاہئے۔

ناظرین سو اچھی مہاراج جیسے برہم چاری لایا بواہ شا ستر غور سے پڑھیں۔
 کیا یہی تعلیم ہے۔ جس کے بل بوتے پر آریہ دھرم کے پرچارک دنیا سے اسلام
 کو مٹانے کا ہتھیار کر چکے ہیں۔ کیا یہی صداقت ہے۔ اور کیا اسی فلسفی کو دنیا سے
 تسلیم کرانے کا ارادہ ہے۔ اور کیا ہمارے سماجی بجائی ایک فیصدی بھی ان پر عمل پیرا
 ہیں۔ ان اصولوں پر عمل کر کے کوئی قوم خوشحال نہیں ہو سکتی۔ اور کروڑوں عورتیں غیر
 خاوند کے بدکاری کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہو گئی۔ یہ مقابلہ قانون قدرت سے ہے
 اور خدا کی پیدائش پر اعتراض ہے۔

انش اللہ آئندہ نمبروں میں ویدک تعلیم پر مزید روشنی ڈالی جاوے گی۔

شکروامنان

جن جن حضرات نے صدائے من انصار الی اللہ پر لبیک کہا۔ ان کی خدمت میں
 مدیۃ تشکر پیش کرنا ہمارا فرض ہے۔ حسب ذیل حضرات نے حزب الانصار کی اعانت
 میں حصہ لیا۔

۱۔ حضرت مولانا صاحبزادہ محمد عمر صاحب سجادہ نشین بریل شریف نے ہرقسم
 کی اعانت اور پانچ فارغ التحصیل طلبہ کے خرچ خوراک۔ کتب و رافیش وغیرہ کا وقفہ لیا ہے
 بشرطیکہ وہ مولانا ممدوح کے ہاں رہ کر چھ ماہ یا ایک سال کے اندر مولانا کے ذاتی
 کتب خانہ سے بذریعہ مطالعہ اپنی معلومات میں اضافہ کرنا چاہیں۔ بریل شریف میں کتب خانہ
 بہت اعلیٰ درجہ کا موجود ہے۔ جس میں ادیان و مذاہب باطلہ کی کتب بھی فراہم کی جا رہی ہیں
 ۲۔ سید عبداللہ شاہ صاحب واعظ الاسلام ساکن ملکانہ ضلع جھنگ نے
 کتب امامیہ اثنا عشریہ مثلاً اصول وفروع کافی۔ تہذیب الاحکام مکمل۔ من لا یحضرہ
 الفقیہ مکمل۔ استنبصار۔ بیخ البداعت۔ جامع عباسی۔ حیات القلوب وغیرہ
 جلائع العیون۔ تفسیر حسن عسکری۔ تفسیر عمدة البیان۔ جامع رضوی وغیرہ حزب الانصار
 کی وقفہ واری پر مناسطہ کے لئے موقعہ پر عطا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ نیز حزب کے مبلغین
 کے مطالعہ وغیرہ کے لئے بھی آسانی بہم پہنچانے کا وعدہ کیا ہے۔
 ۳۔ مولانا پیر نصی شاہ صاحب نے اپنی خدمات بواسطہ حزب الانصار کیلئے

وقف کر دی ہیں۔ اور آپ حزب میں شامل ہو کر چار ماہ کے عرصہ میں کم از کم چالیس دیہات میں اپنی تقاریر سے احناف میں زندگی کی نئی روح پیدا کر چکے ہیں۔ اس عرصہ میں آپ نے اپنے مریدین میں سے ۷۰ اشخاص کو رسالہ کا خریدار بھی بنایا ہے۔ اور ایک رسالہ بنام آئینہ مذہب شیعہ تصنیف فرمایا ہے۔ جس میں مسئلہ تقیہ کو اس خوبی اور وضاحت سے بیان کیا ہے کہ ائمہ اللہ اس کی طاعت پر اور دنیا ایسے اختلاف پر حیرت زدہ رہ جاوے گی۔ رافضیہ کے مذہب کی حقیقت ظاہر ہو جاوے گی۔ اور ائمہ اللہ احناف کے ہاتھ میں ہیر رسالہ تیغ برآں کا کام دیگا۔ مولانا نے اس رسالہ کا حق طاعت حزب الانصار کو عطا کیا ہے۔ کم از کم ۲۰۰ خریداران کی درخواست آنے پر رسالہ طبع کرایا جائیگا۔ حجم کم از کم ۱۰ صفحہ قیمت فی پرچہ ۴۰۔ ناظرین جلدی اپنے ارادہ خریداری سے اطلاع دیں۔ تاکہ طاعت کا انتظام کیا جائے۔

(۱۴) امیاں حکیم شاہ محمد صاحب طبیب و رئیس شیخ پورہ نے مبلغ تین روپیہ ماموار مستقل امداد کے علاوہ جامع عباسی یک نسخہ۔ اصول کافی یک نسخہ ہر دو کتب برائے کتب خانہ عطا فرمائیں۔

(۱۵) مولوی عطا محمد خان قریشی ساکن کوٹہ اللہ یار نے حزب الانصار کے زمرہ مبلغین میں شامل ہو کر اپنے علاقہ میں بلا معاوضہ تبلیغ کا ذمہ لیا ہے۔ اس کے علاوہ مطول کا ایک نسخہ برائے کتب خانہ عطا کیا ہے۔

(۱۶) مستری کریم بخش صاحب ولد امیر بخش صاحب ساکن بھرنے النبوۃ فی الاسلام حقیقۃ النبوۃ یک نسخہ۔ تجلیات الہیہ یک نسخہ دو دیگر کتب سائیل کتب خانہ کے لیے عطا فرمائے۔

علاوہ ازیں شیخ صاحب دین صاحب نجم و جعفر رائے کتب ازالمہ اوہام ہر دو حصہ تقطیع خورد اور جناب فضل الہی صاحب نے نماز حنفی مدلل یک نسخہ اور مایں رفیع الدین صاحب ساکن ہجکے کے کتاب غسل مصطفیٰ مصنفہ مرزا خاجن۔ میرزا علی حصہ اول اور قاضی نذیر احمد صاحب نے متعدد رسائل در ترویج آئینہ و میرزا علی عطا فرمائے خراہم اللہ خیر الخیر۔ حضرت مولانا محمد نصیر الدین صاحب بگوی نے اپنے معتقدین و احباب میں سے ۹ خریدار اب تک عطا فرمائے ہیں۔ مولوی محمد زبیر صاحب خلف مولانا حکیم عبدالرسول

صاحب بکھروی بھی پوری کچھی و تند ہی سے کام کر رہے ہیں۔ کتب خانہ کے لئے ہیں ایسے
مختیر حضرات درکار ہیں جو کتابیں خرید کر یا اپنے پاس سے عطا کر کے وقف کر دیں۔ اور
وہ کتب اُن کیلئے صدقہ جاریہ کا کام دیں۔

مالی حالت

پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ حزب الانصار کے ارکان بے سروسامانی ادویہ کی حالت
میں خدمت اسلام کے لئے متحد ہوئے۔ اُن کے پاس القاب نہیں۔ جاہ نہیں۔ غرض
کوئی ذریعہ ظاہری کشش کا موجود نہیں۔ مگر الحمد للہ کہ جذبہ اخلاص کا اثر ظاہر ہوا۔ اور
لوگ حزب کی ضرورت محسوس کر رہے ہیں۔ اور خود بخود ایک جذبہ اس کی امداد کا پیدا ہو رہا
ہے۔ اب تک کسی جلسہ تقریر یا مجلس میں چندہ جمع کرنے کے لئے سعی نہیں کی گئی۔ اور کسی
جگہ بھی چندہ نہیں کیا گیا۔ ماہ جمادی الاول۔ جمادی الثانی۔ رجب۔ شعبان و رمضان میں
ماہ ^{۳۸} ۱۶ روپیہ کی آمد ہوئی۔ اور ماہ ^{۳۸} ۱۷ روپیہ خرچ ہوئے۔ اس خرچ میں
پندرہ سولہ طلباء و مدرسین کا خرچہ خوراک شامل نہیں۔ جو معاونین کے سے پورا کیا جا چکا
اب تک ماہ ^{۱۶} ۱۷ روپیہ قرضہ حاصل کر کے خرچ کیا جا چکا ہے۔ رسالہ شمس الاسلام کے
مصارف کا بار بہت ہے۔ اگر ناظرین اپنے احباب میں سے اور اپنے علاقہ سے تین
تین چار چار حسد میاں ہم بھیجیں۔ تو حزب الانصار کو بھاری امداد مل سکتی ہے۔
مستقل خریداریوں کی تعداد زیادہ ہونے کی صورت میں رسالہ کے اوراق بڑھائے جا
سکتے ہیں۔ اور سائیز بھی بدلا جاسکتا ہے۔ قیمت بھی تخفیف ہو سکتی ہے۔ مگر یہ سب
ناظرین و معاونین کی ہمت پر موقوف ہے۔ حزب کے غریب کارکنوں نے تو اپنا طریقہ
بھی اس کام میں صرف کر دینے کا فیصلہ کر دیا ہے۔ اب مسلمان کا فرض ہے کہ وہ سوچے
کہ یہ کام مسلمانوں کے بھلے کے ہیں یا نہیں۔ اگر ہیں تو کیا تعاون و فاعلی التبر کے مطابق ایسے
کام میں امداد دینا اس کا فرض نہیں ہے؟ ہم تو بزبان حال ہی عرض کرتے ہیں۔ کہ
آگ میں اڑ کر گرا پروانہ یہ کہتا ہوا
آئیں ساتھ آ اگر مردانگی کا جو ش ہے

نوٹ: حزب کے تمام کارکن اور مبلغین آنریری ہیں۔ اور ان میں کوئی شخص
اپنی ذات کے لئے ایک پیسہ بھی حشرچ نہیں کر سکتا۔ مدرسین بھی

انتہائی اشیاء سے کام لے رہے ہیں ؟
 اعراض خاکسار ناظم حزب الانصار بھیرہ - ضلع شاہ پور پنجاب

اسلام اور تصوف

(از محمد حیات (م۔ف) ساکن جمالی - ضلع شاہ پور)

گزشتہ سے پیوستہ دیکھو رسالہ شمس الاسلام بابت ماہ جنوری ۱۹۳۰ء
 قبل اس کے کہ تصوف کے فضائل و برکات - اس کے فیوضات و اسرار کا ذکر
 کیا جائے - یہ عرض کر دینا بجا نہ ہوگا - کہ موجودہ تصوف پر نکتہ چینی کر نیوالے اکثر لوگ
 ہیں - جو یورپین مصنفین کی کتب کا مطالعہ کرتے ہیں - اور نہایت سادگی سے ان کی
 تازہ دم موشگافیوں - انوکھی تحقیقاتوں پر آمنا و صدقہا کہنے کے عادی ہوتے ہیں -
 حقیقت اسلام کے باہرین سلف کے صلحا غرض ہزاروں نادرات اور ان گنت اسرار
 جو خود علمائے اسلام کی قلم سے نکلے ہیں - ان پر مطلق منوجہ نہیں دی جاتی - اور خاص طور
 پر جو بات آدمی کو مغالطے میں ڈالتی ہے - وہ یہ ہے کہ جس کسی مذہب یا ازم کی
 اچھی بات دوسرے مذہب میں بھی پائی جائے - تو لوگ اس کو اپنی محکو کہ تصور کرتے ہوئے
 جھٹ خوشہ چینی کا الزام دے دیتے ہیں - اسلام کی بہترین یا بالفاظ دیگر وہ
 مشترک تعلیمات جو کتب سابقہ میں بھی موجود ہیں اہل الکتاب انہیں اپنی خیالی کرتے
 اور اسلام کو یہودیت اور عیسائیت سے ماخوذ قرار دے دیں تو کچھ جائے تعجب
 نہیں - بلکہ اس غلط فہمی کی بنیاد پر بہت سی کتب تصنیف کی گئی ہیں - حالانکہ اسلام
 خود اس بات کا مقرر ہے کہ ابتدائے آفرینش سے جو تعلیم خدا نے تعالیٰ نے اپنے بندوں
 اپنے رسولوں کی معرفت تلقین کی - اسلام ان تمام تعلیمات آسمانی کا بہترین حامل
 اور مکمل ترین انتخاب ہے - جو خود زمین فطرت کے مطابق نہایت پاکیزہ اصولوں کیساتھ
 اپنی تعلیم کو پیش کرنا ہے - اور مزمانہ ہر قوم ہر قسم کے تمدن کو یکساں طور پر فیض بخش
 رہا ہے - اور تمام خوبیوں کا مخزن رہا ہے - یہ علیحدہ بات ہے - کہ خود مسلمان
 اس پر پورے طور عمل پرانہ ہونیکے باعث حصول برکات محروم رہیں - (باقی دارد)

مَنْ النَّصَارَى إِلَى اللَّهِ

حزب الانصار اپنے مجلسوں کی جماعت سے چٹکا مقصد و جدی خدمت اسلام و مسلمانوں کے لیے اس کا داخلہ کھلا ہے۔ بشرطہ مسلم جس کے سینے میں اولہ عمل ہو جو وہ ہے جو حق اسلام کی زبان عالی سے متاثر ہو کر عملی کام کرنے پر آمادہ ہو۔ اس کا فرض ہے کہ حزب الانصار میں شامل ہو کر ایک نظام کے تحت سرگرم عمل ہو جائے۔

اعراض مقاصد (۱) اندرونی و بیرونی محمولوں سے اسلام کا تحفظ تبلیغ و اشاعت اسلام۔ (۲) اصلاح رسوم (۳) احیاء و اشاعت علوم دینیہ۔

طریقہ کار (۱) اسلامی علوم کی تعلیم تدیس کیلئے لیب دارالعلوم کا اجراء جس میں طلباء و دینیات کی علی تعلیم حاصل کر کے مکمل عالم مبلغ اور مناظر بن کر نکلیں۔ اور عوام کی پائنت و تقویت دین کا باعث بنیں۔ (۲) ایسا کتب خانہ قائم کرنا جہاں جملہ علوم و فضول دیگر فاضل باطلہ کی کتب جمع کی جائیں۔ جن کے مطالعہ سے مدرسین و مبلغین اور طلباء کی نظر غائر اور خیالات عالی ہوں۔ اور عام شائقین اس کے مطالعہ سے مستفیض ہو سکیں۔ (۳) مبلغین و کارکنان کی ایسی جماعت کا قیام جو بذریعہ وعظ و تقریر عامہ میں خصوصاً دیہاتوں میں تبلیغ احکام الہی کرے جس سے ان کے اخلاق و معاشرت کیب تحاش رسوم و معاملات شریعت کی مطابق ہو سکیں۔ (۴) اعراض مذکورہ بالا کی اشاعت کیلئے ماہوار رسالہ کا اجراء۔

ضرورت ہے

ضرورت ہے سرفروش مجاہدین کی جو مذکورہ بالا لائحہ عمل کی تکمیل کیلئے کارکنان حزب الانصار کا ہاتھ بٹائیں۔ یہ کام افراد کا نہیں بلکہ جماعت کے ذریعہ ہی سرانجام ہو سکتا ہے۔ جامع مسجد بحیرہ میں دارالعلوم عزیز قیام ہو چکا ہے جہاں علوم غریبہ اسلامی کی مکمل تعلیم و تدریس طلباء کیلئے رہائش و خوراک کا انتظام ہو چکا ہے۔ بوجہ کمی سرمایہ کتب خانہ کے قیام کیلئے مشکلات درپیش ہیں۔ دروہند حضرات کتب خرید کر وقف فرما دیں۔ اس طرح سے آسانی کیساتھ کتب قائم ہو سکیں گے۔ یتیم لاوارث اور غلس بچوں کی تعلیم و تربیت خوراک و رہائش کیلئے قابل انتظام کیا گیا ہے مبلغین و دیہات میں دورہ کر کے حق زندگی کی روح پھونک رہے ہیں رسالہ شمس الاسلام حزب الانصار کی طرف سے جاری ہے۔ ان تمام مصارف پر دو سو روپیہ ماہوار سے زیادہ خرچ ہو رہا ہے حزب الانصار کے مجلس سبکیں ضرورت سے تیاب کارکن اپنی حیثیت سے زیادہ مصارف کے تحمل میں جملہ اہل اسلام کا فرض ہے کہ اس کار خیر میں حصہ لیں۔ آگ میں آؤ کر گرا پڑنا نہ کہتے ہو۔ آئیں سادہ آ اگر مردانگی کا جوش ہے؟

نیکی کن لئے خداوند غنیمت شاطر
زماں پیشتر کہ باہگ بر آید قسلاں عثمان

موت عمل

حزب الانصار کے مقاصد و اغراض و طریقہ عمل سرورق رسالہ کے تیسرے صفحہ پر درج ہے۔ یہ مسلمان کا فرض ہے۔ کہ وہ سوچے کہ یہ کام اسلام اور مسلمانوں کے فائدہ کے ہیں یا غیبی اگر ہیں تو کیا اس کا فرض نہیں کہ اس خدمت میں حب و توفیق حصہ لے۔ ذیل کے طریقہ کو آپ اس اسلامی پوشے کی آبیاری دے سکتے ہیں۔

۱۔ اپنی ہوا ری آمد میں سے کچھ حصہ مقرر کر دیں جو باہر جاہ حزب کو پہنچتا ہے نیز اسکے رکن بنکر اور دوسروں کو رکن بننے کی ترغیب دیکر اس کا حلقہ و کار وسیع کیجیے۔

۲۔ اپنی زکوٰۃ و صدقہ و خیرات اگر سب نہیں تو اس کا بڑا حصہ و اعلاوم غزنیہ کے غریب نادار طلباء اور یتیم و لاوارث بچوں کیلئے عطا فرمائیں جنکی تعلیم و تربیت۔ خوراک و رہائش کا ذمہ حزب الانصار نے لے رکھا ہے۔

۳۔ ماہواری رسالہ شمس السلام کے خیر و بیکر حزب الانصار کو اس کے مالی مصارف سے سبکدوشی میں ادا کیجئے نیز رسالہ کی اشاعت و تبلیغ کے نیکے لئے سعی فرمائیے کہ کم از کم کوئی گاؤں ایسا ہے جس میں رسالہ نہ جاتا ہو یقیناً جائے کہ رسالہ کا یہ راہ کسی جگہ جانا ایک مکمل عالم تبلیغ اور سنا فیکہ بنے براہ کرم۔ تیماحی مساکین و غریب و آوارہ مسلم بچے یہاں ملیں۔ ان کو تعلیم و تربیت کیجئے و اعلاوم غزنیہ بھیرہ میں بھیج دیں۔ ہر مقرر صحت کے اثر سے بچ کر اسلام کے خادم بن سکیں۔

۴۔ اپنے بچوں کو دینی تعلیم کیلئے کم از کم چار سال کیلئے و اعلاوم غزنیہ میں بھیجیں۔ چار سال میں معمولی قابلیت کے طالب علم کو کافی استعداد حاصل ہو سکتی ہے۔ یا مافیہ مساجد کو مجبور کریں۔ کہ وہ تعلیم حاصل کریں۔ اور اپنے بچوں کو چار سالہ نصاب کی تکمیل کیلئے بھیرہ میں بھیجیں۔

۵۔ اصل تمام حضرات رسالہ کی کئی اعانت و دین نفیائیں۔ اور مختصر حضرات کا فرض ہے۔ کہ کتابیں اپنے پاس سے یا خرید کر کتاب خانہ حزب الانصار کیلئے وقف فرمادیں۔ تاکہ یہ صدقہ جاریہ کا کام دیکھیں جن جن کتب کی ضرورت ہے وہ بذریعہ استفادہ معلوم فرمائیں۔

۶۔ اپنے علاقہ میں غیر مذہب کی تبلیغی جدوجہد و دیگر کو ایف سے مطلع فرماتے رہا کریں۔ اور اگر ضرورت ہو تو حزب الانصار کے مبلغین طلب فرما کر تبلیغی جلسہ کے انعقاد کا انتظام فرمائیں۔

۸۔ اگر آپ تبلیغ کر سکتے ہیں۔ تو شعبہ تبلیغ حزب الانصار میں اپنا نام درج کرائیں۔

المعارضی ناظم حزب الانصار بھیرہ (پنجاب)